تمہیدِ ایمان

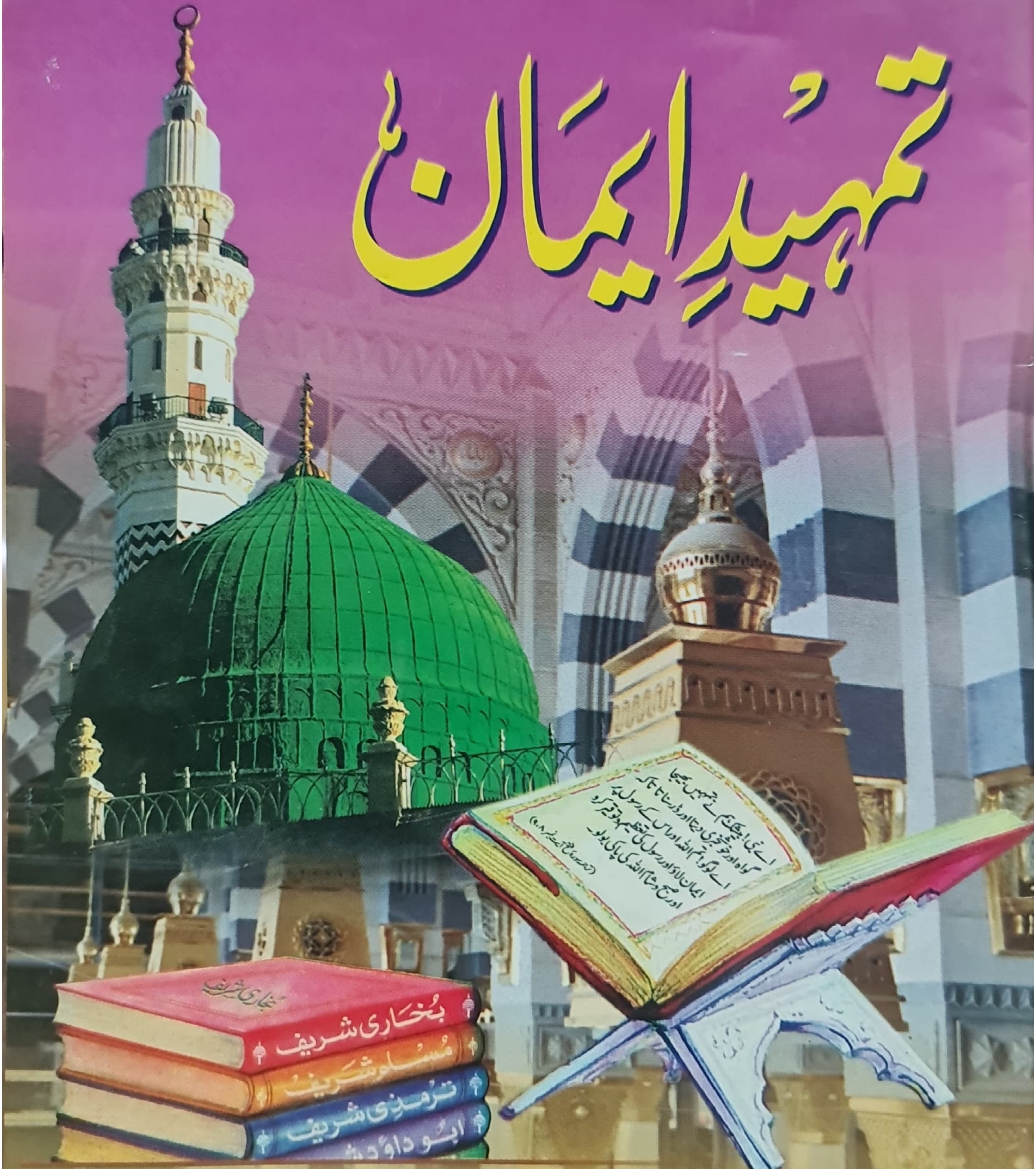

تصنیف لطیف

مجدد دین وملت امام اہلسنت اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری قدس سرہ

ناشر: رضا اکیڈمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور سید عالم محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کیا ایمان رکھنا چاہیئے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں

تمہیدِ ایمان

بآیاتِ قرآن

۱۳۲۶ھ

تصنیفِ لطیف

اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت مولیٰنا شاہ
احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۳۴۰ھ

ناشر: رضا اکیڈمی

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم   بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصہ   دیباچہ

کتاب "تمہیدِ ایمان بآیاتِ قرآن"

۱۳۲۶ھ

مسلمانو! یہ مبارک فتویٰ تمہارے ربّ جلّ وعلا تمہارے پیارے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت وعظمت کی حمایت اور اُن کے گستاخوں پر حکمِ شرعی کے بیان وہدایت میں لکھا گیا۔ اِن گستاخوں کی گستاخیاں جن پر اِس مختصر فتوے میں رد ہے تین۳ قسم ہیں! (۱) نجاستِ شیطانی (بقول گستاخان) کہ ابلیس کا علم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم سے زیادہ وسیع ہے، وسعتِ علمِ شیطان کے لیے نص (قرآن کی دلیل) سے ثابت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے مانئیے تو خدا سے برابری کا بیان صفحہ ۱۹ سے صفحہ ۴۶ تک ہے (۲) تکذیب رحمانی (بقولِ گستاخ) خدا کو جو جھوٹا کہے اُسے کوئی سخت بات نہ کہو۔ اگلے بہت امام بھی خدا کو جھوٹا مانتے تھے یہ حنفی وشافعی کا سا اختلاف ہے کہ کسی نے ہاتھ ناف کے نیچے باندھے کسی نے اوپر۔ یونہی کسی نے خدا کو سچا کہا کسی نے جھوٹا۔ وقوعِ کذب کے معنیٰ درست ہیں اِس کا مجمل بیان صفحہ ۲۵ و صفحہ ۳۶ و صفحہ ۴۶ پر ہے (۳) جنون سگانی (پاگل کتّے کی بڑ) کہ جیسا علمِ غیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہے ایسا تو ہر پاگل اور جانور اور چوپائے کو ہے نبی میں اور اُن میں کیا فرق ہے؟! اِس کا بیان صفحہ ۲۰ سے صفحہ ۴۶ تک ہے۔

یہ ضرور ملاحظہ ہو اِس کے پڑھنے سے شیطان کے ہاتھ سے ایمان اِن شاء اللہ بچے گا۔

اللہ اللہ اے مسلمان! تجھے اپنے دین و ایمان کا واسطہ کیا تینوں قسم کے الفاظ ایسے تھے کہ اللہ جل جلالہ اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ان کے صاف گالی، سخت دشنام ہونے میں کسی کلمہ گو مسلمان کو ادنیٰ شک ہو سکے؟

یہ کلمات یقیناً کفریہ ہیں خدارا ذرا صدق دل سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پڑھ کر، آنکھیں بند کرکے، کانوں میں انگلیاں دیکر، گردن جھکا کر اسلامی دل کی طرف متوجہ ہو کر، غور کر کے دیکھو یہ کلمات کہ (۱) شیطان کا علم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہے شیطان ایسی خدائی صفت رکھتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں مانو تو انھیں خدا کا شریک جانو[۱] (۲) خدا جھوٹا ہے، جو اسے جھوٹا کہے مسلمان سنی، صالح ہے، خدا کے سچے یا جھوٹے ہونے میں اختلاف ایسا ہی ہلکا ہے جیسا باہم حنفی، شافعی کا[۲] (۳) جیسا علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تھا ایسا تو ہر پاگل، ہر چوپائے کو ہوتا ہے[۳]۔ **کیا** کسی مسلمان کی زبان یا قلم سے ایسے نکلتے ہیں؟ **کیا** ان کا کہنے والا مسلمان ہو سکتا ہے؟ **کیا** اس کہنے والے کو جو مسلمان گمان کرے خود مسلمان رہ سکتا ہے؟ نہیں نہیں، لاکھ بار نہیں، مسلمان کا ایمان آپ ہی انھیں سنتے ہی فوراً گواہی دیگا کہ سب کلمات یقیناً کفریہ ہیں اور **ان کے قائل قطعاً کافر**۔

مگر صد ہزار افسوس کہ اب وہ اندھیر کا زمانہ آگیا کہ ان باتوں پر حکم کفر لگانے میں دلائل قائم کرنے، فتاویٰ تیار کرنے کی حاجت ہے۔ پھر ان پر بھی حرمین شریفین کی تصدیقات اور مہریں ہوں[۴]۔ اس اہتمام عظیم کی ضرورت ہے اور اس پر بھی اندیشہ لگا ہوا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے امتی بننے والے دیکھیے اب بھی مانتے ہیں یا یونہی سہل و مہمل جانتے ہیں۔ **آہ آہ اے اسلام کیا ہوئی تیری عزت**! تیرے نام لیواؤں

---

[۱] براہین قاطعہ، خلیل احمد دیوبندی [۲] براہین قاطعہ، خلیل احمد دیوبندی [۳] حفظ الایمان، اشرف علی تھانوی دیوبندی چھاپہ خانہ دیوبند۔
[۴] حسام الحرمین میں علماء مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی تصدیقیں ملاحظہ فرمائیں۔ انیس احمد نوری

کی نگاہ سے کدھر گئی؟ کیا ہوئی تیری حلاوت (مٹھاس) تیرے کلمہ پڑھنے والوں کے دلوں سے
تیر گئی؟ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آہ ایک دن وہ تھا کہ باپ[1] نے کلمہ گستاخی حضورِ اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ پاک میں بکا۔ حقیقی بیٹا مدینہ طیبہ کے دروازے پر تلوار
لے کر کھڑا ہو گیا کہ او ملعون کیا بکا تھا؟ دروازے میں قدم نہ رکھنے دوں گا، جب تک ظاہر نہ کر دو
کہ کون عزیز اور کون ذلیل ہے، اگر حکم آڑے نہ آجائے تو وہ ہونہار بیٹا ناشدنی باپ کو
فی النار کر ہی چکا تھا اب یہ وقت ہے کہ اسلام کے لباس میں اسلام کے دشمن یوں منھ
بھر بھر کر اللہ عزّ وجل واحد قہار۔ اور اس کے حبیب مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو
سڑی سڑی گالیاں سناتے ہیں لکھ لکھ کر چھاپتے ہیں اور کلمہ گو امّتی کہلانے والے
اُنھیں مولوی، مفتی، واعظ، پیرجی سمجھے جاتے ہیں۔ جو غریب مسلمان ہوشیار کریں کہ ارے
ارے مصطفائی گلّے کے نادان بھیڑو دیکھو یہ بھیڑیا ہے، ارے یہ تمھارے معبود، تمھارے رسول کو
گالیاں دیتا ہے تو اُن کی بات نہیں سنتے، اور سنیں تو کان نہیں دھرتے اور کان
بھی دھریں تو پرواہ نہیں کرتے، نہ اِن گستاخوں سے میل جول چھوڑیں، نہ ان سے رشتہ
علاقہ توڑیں، بلکہ اُلٹے ان غریب مسلمانوں پر طعنہ زنی کو تیار ہو جائیں، کہ میاں ایسے ہی کافر
کہہ دیا کرتے ہیں۔ اُن کی مشین میں کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں۔ فلانا (گستاخِ
رسول) ہمارا سگا بھائی، یا ایسا معظم، اتنا دوست ہے۔ اسے کیسے چھوڑ دیں۔ فلانا
(گستاخِ رسول دیو بندی) ہمارا اُستاد، یا ایسا محدث، اتنا مولوی ہے، اس سے
کیونکر علاقہ توڑیں اے وائے نا انصافی اِن (گستاخوں) کی محبت، اِن (گستاخِ
رسول دیو بندیوں) کی عظمت تو یاد رہی۔ اور اللہ رب العرش العظیم اور پیارے حبیب
رؤف رحیم جلّ وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت و عظمت سب دل سے بھلا دی؟
ارے یہ بھی تو دیکھا ہوتا کہ اِن (گستاخوں) کی محبت کا کس محبوب کی محبت سے

---

[1] عبد اللہ ابن ابی منافق

مقابلہ ہے ! اِن (وہابیوں) کی عظمت کا کس عظیم جلیل عظمت سے معارضہ (مقابلہ) ہے۔

اُف اُف ظالموں بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا ؛ ع ببیں کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی

نے کیا بُرا مبادلہ کیا۔ کہ خدا و مصطفےٰ کو چھوڑ کر اُستاد، ویدریا این و آں کو پکڑا۔

اے اپنی جان پر ظالمو! اے بھولے، نادان مجرمو! مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلّم کے احسان یاد کرو

کچھ خبر ہے! ارے وہ اللہ واحد قہار ہے جس نے تمھیں پیدا کیا، جس نے تمھیں آنکھ کان، دل ہاتھ، پاؤں، لاکھوں نعمتیں دیں، جس کی طرف تمھیں پھر کر جانا، اور ایک اکیلے تنہا، بے یار و یاور بے وکیل اُس کے دربار میں کھڑے ہو کر روبکاری ہونا ہے۔ اُس کی عظمت اُس کی محبت ایسی ہلکی ٹھہری کہ فلاں گستاخِ رسول دیو بندی) و فلاں (گستاخِ رسول وہابی) کو اُس پر ترجیح دے دی۔ ارے اُس کی عظمت تو اُس کی عظمت، اُس کے احسان تو اُس کے احسان، اُس کے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہی کے احسانات اگر یاد کیا کرو تو واللہ العظیم باپ، اُستاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ وغیرہ وغیرہ تمام جہان کے احسان جمع ہو کر اُن کے احسانوں کے کروڑویں حصّے کو نہ پہنچ سکیں۔ ارے وہ، وُہ ہیں کہ پیدا ہوتے ہی اپنے رب کی وحدانیت، اپنی رسالت کی شہادت ادا فرما کر سب میں پہلی جو یاد آئی وہ تمھاری ہی یاد تھی، دیکھو وہ آمنہ خاتون کی آنکھوں کا نور۔ نہیں نہیں وہ اللہ رب العرش کے عرش کا تارا، اللہ نور السموات والارض کا نور، شکمِ پاک مادر سے جُدا ہوتے ہی سجدے میں گرا ہے اور نرم و نازک حزیں آواز سے کہہ رہا ہے رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ اے میرے رب! میری اُمّت میری اُمّت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کیا کبھی کسی کے باپ، اُستاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ نے بیٹے، شاگرد، مُرید، غلام، نوکر

رعیت کا ایسا خیال کیا؟ ایسا درد رکھا ہے؟ حاش للّٰہ ارے وہ، وہ ہیں کہ اُس پیارے حبیب رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو جب قبرِ انور میں اُتارا ہے لب ہائے مبارک جنبش میں ہیں۔ فضل یا قثم بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کان لگا کر سُنا ہے آہستہ آہستہ عرض کر رہے ہیں رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ اے میرے رب میری اُمت میری اُمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سبحان اللہ پیدا ہوئے تو تمھاری یاد، دنیا سے تشریف لے گئے تو تمھاری یاد کیا کبھی کسی کے باپ، استاذ، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ نے بیٹے، شاگرد، مرید، غلام، نوکر، رعیت کا ایسا خیال کیا؟ ایسا درد رکھا ہے؟ استغفر اللہ ارے وہ، وہ ہیں کہ تم چادر تان کر شام سے خرّاٹے لیتے صبح لاتے ہو۔ تمھارے درد ہو، کرب و بے چینی ہو، کروٹیں بدل رہے ہو، ماں، باپ، بھائی، بیٹا، بی بی، اقربا، دوست، آشنا۔ دو چار راتیں کچھ جاگے، سوئے، آخر تھک تھک کر جا پڑے۔ اور جو نہ اُٹھے وہ بیٹھے بیٹھے اونگھ رہے ہیں، نیند کے جھونکے آ رہے ہیں۔ اور وہ پیارا بے گناہ، بے خطا ہے کہ تمھارے لیے راتوں جاگا کیا تم سوتے ہو اور وہ زار زار رو رہا ہے۔ روتے روتے صبح کر دی کہ رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ اے میرے رب، میری اُمت، میری اُمت کیا کبھی کسی کے باپ، استاذ، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ نے بیٹے، شاگرد، مرید، غلام، نوکر، رعیت کا ایسا خیال کیا؟ ایسا درد رکھا ہے؟ حاش للّٰہ ارے ہاں۔ ہاں، درد، بیماری، مرض یا مصیبت میں ماں، باپ کی محبت کیا جانچنا؟ کہ ان میں نہ تمھاری خطا، نہ ماں باپ پر جفا۔ یوں آزماؤ کہ ماں باپ بے شمار نعمتوں سے تمھیں نوازیں اور تم نعمت کے بدلے سرکشی کرو، نافرمانی ٹھانو، ننّو ستّو کہیں اور ایک نہ مانو، ماں سے بُرے، باپ سے بُرے، رات دن بُرے، ہر وقت بُرے۔ دیکھو تو ماں باپ کہاں تک تمھیں کلیجے سے لگاتے ہیں؟ وہ پیارا، وہ مجسم رحمت، وہ نعمتوں والا وہ ہمہ تن

رافت ہے۔ کہ تمھاری لاکھ لاکھ نافرنیاں دیکھے، کروڑ، کروڑ گنہگاریاں پائے، اس پر بھی تمھاری محبت سے باز نہ آئے، دل تنگ نہ ہو، محبت ترک نہ فرمائے سُنو وہ کیا فرما رہا ہے؟ دیکھو تم گودمیں سے نکلے پڑتے ہو اور وہ فرماتا ہے هَلُمَّ اِلَیَّ۔ هَلُمَّ اِلَیَّ ارے میری طرف آؤ، ارے میری طرف آؤ، مجھے چھوڑ کر کہاں جاتے ہو؟ دیکھو وہ فرماتا ہے تم پروانے کی طرح آگ پر گرے پڑتے ہو؟ اور میں تمھارا بند کمر پکڑے روک رہا ہوں۔ کیا کبھی کسی کے باپ، استاذ، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ نے بیٹے، شاگرد، مُرید، غلام، نوکر، رعیت کا ایسا خیال کیا؟ ایسا درد رکھا ہے؟ استغفر اللہ ارے دُنیا کی ساعت تیر ہے، آنکھ بند کیے سویرا ہے، قیامت بہت جلد آنیوالی ہے، جانتا ہے قیامت کیا ہے؟

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۙ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ ۙ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ؕ[1]

"جس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی، ماں، باپ، جورو، بیٹوں سب سے۔ ہر ایک اُس دن اِسی حال میں غلطاں، پیچاں ہوگا کہ دوسرے کا خیال بھی نہ لا سکے گا"۔

اُس دن جانیں کہ فلاں (گستاخِ رسول دیوبندی) یا فلاں (گستاخِ رسول وہابی) تیرے کام آسکیں۔ حاش للہ واللہ العظیم، اس دن وہی پیارا حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کام آئے گا اس کے سوا باقی تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم کو تو مجال عرض ہوگی نہیں سب نفسی[2] نفسی فرمائیں گے پھر اور کسی کی

---

[1] پ ۳۰ سورۂ عبس آیت ۳۴ تا ۳۷ [2] نفس کے معنی جان۔ نفسی نفسی میری جان میری جان۔ محب اپنے محبوب کو میری جان کہتا ہے لہٰذا تمام مخلوق کے سوال پر انبیاء کرام کو اپنا محبوب یاد آئیگا اور جواب میں مختصرا فرمائیں گے (کہ شفاعت کرانیوالی ذات صرف) میری جان، میری جان (احمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اگر غور سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ حقیقت میں جانِ کائنات ہیں کہ سببِ خلق ہیں۔ اور آپ ہی کے نور سے ساری مخلوق پیدا ہے۔ ناشر انیس احمد نوری

کیا حقیقت ہے؟ ہاں وہ پیارا، بیکسوں کا سہارا، وہ بے یاروں کا یارا، وہ شفاعت کی آنکھ کا تارا، وہ محبوب محشر آرا، وہ رؤف رحیم ہمارا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم فرمائے گا۔ اَنَا لَہَا، اَنَا لَہَا میں ہوں شفاعت کے لیے، میں ہوں شفاعت کے لیے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پھر بھی یہ نظر کرنا ہے، کہ سنکھوں کی گنتی میں ازدحام، ہزاروں منزل کے فاصلوں پر مقام، لاکھوں حساب کے لیے حاضر کیے گئے، میزانِ عدل لائی گئی، نامۂ اعمال پیش ہوئے، لاکھوں کو صراط پر چلنے لے گئے۔ جو بالائے جہنم نصب ہے، تلوار سے زیادہ تیز، اور بال سے زیادہ باریک، اور ہزاروں برس کی راہ، نیچے نظر کریں تو کروڑوں منزل تک کا گہراؤ، اور اس میں وہ قہر آگ شعلہ زن جس میں سے برابر پھول اُڑاڑ کر آرہے ہیں جانتے ہو وہ پھول کیسے اونچے اونچے محلوں کے برابر؟ گویا آگ کے قلعے ہیں۔ کہ پے در پے چلے آتے ہیں، لاکھوں پیاس سے بیتاب ہیں، پچاس ہزار برس کا دن، تانبے کی زمین، سروں پر رکھا ہوا آفتاب، زبانیں پیاس سے باہر ہیں، دل ابل ابل کر گلے پر آگئے ہیں، اتنا ازدحام، اور اتنے مختلف کام، اور اتنے فاصلوں پر مقام، اور خبر گیراں صرف ایک، وہ محبوب ذی الجلال والاکرام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام۔ ابھی میزان پر آئے، اعمال تلوائے، حسنات کے پلّے گراں کرائے، ابھی صراط پر کھڑے ہیں، غلام گزر رہے ہیں۔ وہ دردناک آواز سے عرض کر رہے ہیں "رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ" الٰہی بچالے بچالے۔ ابھی حوضِ کوثر پر جلوہ فرما ہیں۔ پیاسوں کو وہ شربت جانفزا پلا رہے ہیں۔ گویا تنِ مردہ میں جانِ رفتہ واپس لا رہے ہیں۔ حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے عرض کی یا رسول اللہ حضور میری شفاعت فرمائیں۔ فرمایا میں کرنے والا ہوں۔ عرض[1] کی یا رسول اللہ اُس روز میں حضور کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا سب میں پہلے صراط پر۔ عرض کی اگر وہاں نہ

---

[1] یہ حدیث جامع ترمذی میں ان سے مروی ہے ۱۲ منہ

پاؤں ؟ فرمایا میزان پر ـــــ عرض کی وہاں پر بھی نہ پاؤں ؟ ، فرمایا حوضِ کوثر پر۔ کہ اِن تینوں جگہ سے کہیں نہ جاؤں گا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم ابدًا۔ آمین

لِلّٰہ انصاف :۔ کیا ان کے احسانوں سے جہاں میں کسی کے احسان کو کچھ نسبت ہو سکتی ہے؟ پھر کیسا سخت کفران ہے کہ جو اُن کی شان میں گُستاخی کرے، اور تمھارے دل میں اُس کی وقعت ہو، اُس کی محبّت، اُس کا لحاظ، اُس کا پاس نام کو باقی رہے، ؏ ببیں کہ از کہ بریدی وبا کہ پیوستی، بِئۡسَ لِلظّٰلِمِیۡنَ بَدَلًا ۔ الٰہی کلمہ گویوں (پڑھنے والوں) کو سچا اسلام عطا کر۔ صدقہ اپنے حبیبِ کریم کی وجاہت کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم۔

(ماخوذ از افاضاتِ امام اہلِ سنّت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی)

ضروری وضاحت

۱۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کتاب "تمہیدِ ایمان بآیاتِ القرآن" میں مسلمانوں کے دل و دماغ میں بہت پیار محبّت سے اللہ رب العزّت کا قانون بٹھانا چاہتے ہوئے آیت اور اس کے ترجمہ سے قبل بار بار تحریر فرماتے ہیں۔

"تمھارا رب عزّوجلّ فرماتا ہے"

گویا جس نے تمھیں پیدا کیا، جس کی محبّت پر تم مرمٹنے کو تیار رہتے ہو۔ وہ تمھارا ہی رب فرماتا ہے یا یہ کہ اے پڑھنے، سُننے والے تمھارا دشمن و مخالف نہیں بلکہ تمھارا اپنا مہربان، عظمت والا رب فرماتا ہے۔

(مقصد یہ کہ دل میں جگہ دو)

۲۔ اس کتاب کی کتابت کی تصحیح بہت احتیاط سے کی گئی ہے۔ پھر بھی کہیں غلطی نظر آئے تو قارئین مطلع فرمائیں۔ شکریہ

۳۔ البتہ بعض سُرخیاں، قوسین اور بعض حاشیے کی عبارت اضافی ہے   ناشر انیس احمد نوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین خاتم النبیین محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین الیٰ یوم الدین بالتبجیل وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

مسلمان بھائیوں سے عاجزانہ دست بستہ عرض

پیارے بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کو اور آپ کے صدقے میں اس ناچیز، کثیر السیّئآت کو دینِ حق پر قائم رکھے اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچّی محبت وعظمت دے اور اسی پر ہم سب کا خاتمہ کرے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

تمہارا ربّ عزّوجل فرماتا ہے:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ سورۂ فتح آیت ۸-۹

”اے نبی! بیشک ہم نے تمھیں بھیجا گواہ اور خوش خبری دیتا اور ڈر سُناتا تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔“

مسلمانو! دیکھو دینِ اسلام بھیجنے، قرآن مجید اتارنے کا مقصود ہی تمہارا مولیٰ تبارک وتعالیٰ تین باتیں بتاتا ہے:

اوّل یہ کہ لوگ اللہ ورسول پر ایمان لائیں۔

دوم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کریں۔

سوم یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت میں رہیں۔

مسلمانو! اِن تینوں جلیل باتوں کی جمیل ترتیب تو دیکھو، سب میں پہلے ایمان کو فرمایا اور سب

میں پیچھے اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو اس لیے کہ بغیر ایمان تعظیم کار آمد نہیں بہتیرے نصاریٰ ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور حضور پر سے دفعِ اعتراضاتِ کافرانِ لئیم میں تصنیفیں کر چکے، لیکچر دے چکے مگر جبکہ ایمان نہ لائے کچھ مفید نہیں کہ یہ ظاہری تعظیم ہوئی دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی عظمت ہوتی تو ضرور ایمان لاتے، پھر جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی تعظیم نہ ہو، عمر بھر عبادتِ الٰہی میں گزارے، سب بیکار و مردود ہے۔

جوگی راہب بہتیرے جوگی اور راہب ترکِ دنیا کر کے اپنے طور پر ذکر و عبادتِ الٰہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں بلکہ ان میں بہت وہ ہیں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ذکر سیکھتے اور ضربیں لگاتے ہیں مگر از آں جا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم نہیں کیا فائدہ؟ اصلاً قابلِ قبول بارگاہِ الٰہی نہیں، اللہ عزّوجل ایسوں ہی کو فرماتا ہے۔ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ "جو کچھ اعمال انھوں نے کیے ہم نے سب برباد کر دیئے" ایسوں ہی کو فرماتا ہے۔ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝ عمل کریں مشقتیں بھریں اور بدلہ کیا ہوگا یہ کہ بھڑکتی آگ میں جائیں گے، والعیاذ باللہ تعالیٰ، مسلمانو! کہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مدارِ ایمان و مدارِ نجات و مدارِ قبولِ اعمال ہوئی یا نہیں؟ کہو ہوئی اور ضرور ہوئی۔

تمھارا رب عزّوجل فرماتا ہے

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝

پ ۱۰، سورہ التوبہ، آیت ۲۴

"اے نبی! تم فرما دو کہ اے لوگو! اگر تمھارے باپ، تمھارے بیٹے، تمھارے بھائی، تمھاری بیبیاں، تمھارا کنبہ، تمھاری کمائی کے مال اور وہ سوداگری جس کے نقصان

کا تمہیں اندیشہ ہے اور تمہاری پسند کے مکان، ان میں کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہے تو انتظار رکھو یہاں تک اللہ اپنا عذاب اُتارے اور اللہ تعالیٰ بیحکموں کو راہ نہیں دیتا۔"

مُسلمانو! غور کرو اس آیت سے معلوم ہوا کہ جسے دنیا جہان میں معزز کوئی عزیز، کوئی مال، کوئی چیز اللہ و رسول سے زیادہ محبوب ہو وہ بارگاہِ الٰہی سے مردود ہے اللہ اسے اپنی طرف راہ نہ دے گا، اُسے عذابِ الٰہی کے انتظار میں رہنا چاہیئے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تمہارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین "تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اُسے اُس کے ماں باپ اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں" صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ اس نے تو یہ بات صاف فرمادی کہ جو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو عزیز رکھے، ہرگز مسلمان نہیں۔ **مُسلمانو!** کہو، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جہان سے زیادہ محبوب رکھنا مدارِ ایمان و مدارِ نجات ہوا یا نہیں؟ کہو ہوا اور ضرور ہوا۔ یہاں تک تو سارے کلمہ گو خوشی خوشی قبول کرلیں گے کہ ہاں ہمارے دل میں محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم عظمت ہے۔ ہاں ہاں ماں باپ، اولاد سارے جہان سے زیادہ ہمیں حضور کی محبت ہے۔ بھائیو! خدا ایسا ہی کرے مگر ذرا کان لگا کر اپنے رب کا ارشاد سنو:

تمہارا رب عزّوجل فرماتا ہے

الٓمّٓ ۚ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْۤا اَنْ یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ○ پ۲۰ سورہ العنکبوت آیت ۲،۱

"کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنا کہہ لینے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی"

یہ آیت مسلمانوں کو ہوشیار کر رہی ہے کہ دیکھو کلمہ گوئی اور زبانی ادّعائے مُسلمانی پر تمھارا چھٹکارا نہ ہوگا ہاں ہاں سنتے ہو! آزمائے جاؤ گے، آزمائش میں پورے نکلے تو مسلمان ٹھہرو گے. ہر شے کی آزمائش میں یہی دیکھا جاتا ہے کہ جو باتیں اس کے حقیقی و واقعی ہونے کو درکار ہیں، وہ اس میں ہیں یا نہیں؟ ابھی قرآن و حدیث ارشاد فرما چکے ہیں کہ ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو ۲ دو باتیں ضرور ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کو تمام جہان پر تقدیم، تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تمکو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمھارے باپ، تمھارے استاذ، تمھارے پیر، تمھاری اولاد، تمھارے بھائی، تمھارے احباب، تمھارے بڑے، تمھارے اصحاب، تمھارے مولوی، تمھارے حافظ، تمھارے مفتی، تمھارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد، جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں، اصلاً تمھارے قلب میں ان کی عظمت، اُن کی محبّت کا نام و نشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، ان کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے علاقے دوستی، الفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی غلامی کی بنا پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟ اس کے جُبّے عمامے پر کیا جائیں کیا بہتیرے یہودی جبّے نہیں پہنتے؟ عمامے نہیں باندھتے؟ اس کے نام، عِلم ظاہری فضل کو لے کر کیا کریں کیا بہتیرے پادری بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم و فنون نہیں جانتے؟ اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنائی[1] چاہی (اس کی طرف سے وکالت کی) اس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی[2] نباہی یا اسے ہر بُرے سے بدتر بُرا[3] نہ جانا یا اُسے بُرا کہنے پر بُرا[4] مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پرواہی[5] منائی یا تمھارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت[6] نہ آئی تو لِلّٰہ اب تم ہی انصاف کرلو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے؟ قرآن و حدیث نے جس پر حصولِ ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دُور نکل گئے

مُسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہوگی وہ ان کے بدگو گستاخ کی وقعت کر سکے گا؟ اگرچہ اس کا پیر یا استاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو کیا جسے محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا؟ اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو للہ اپنے حال پر رحم کرو اور اپنے رب کی بات دیکھو وہ کیوں کر تمھیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے، دیکھو

تمھارا رب عزّوجل فرماتا ھے

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ سورۃ المجادلہ آیت آخری

"تو نہ پائے گا انھیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ ان کے دل میں ایسوں کی محبت آنے پائے جنھوں نے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت کی چاہے وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں، یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی اور انھیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، ہمیشہ رہیں گے اُن میں، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہی لوگ اللہ والے ہیں سُنتا ہے اللہ والے ہی مراد کو پہنچے"۔

اس آیتِ کریمہ میں صاف فرمادیا کہ جو اللہ یا رسول کی جناب میں گستاخی کرے مسلمان اس سے دوستی نہ کرے گا جس کا صریح یہ مفاد ہوا کہ جو اس سے دوستی کرے وہ مسلمان نہ ہوگا پھر اس حکم کا قطعاً عام ہونا بالتصریح ارشاد فرمایا کہ باپ، بیٹے، بھائی، عزیز سب کو گِنا یعنی کوئی کیسا ہی تمھارے زعم میں معظّم یا کیسا ہی تمھیں بالطبع محبوب ہو ایمان ہے تو گستاخی کے بعد اس سے محبت نہیں رکھ سکتے اس کی وقعت نہیں مان سکتے ورنہ مسلمان نہ رہو گے۔ مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ کا اتنا فرمانا ہی مسلمان کے لیے بس تھا مگر دیکھو وہ تمھیں اپنی

رحمت کی طرف بلاتا اپنی عظیم نعمتوں کا لالچ دلاتا ہے کہ اگر اللہ و رسول کی عظمت کے آگے تم نے کسی گستاخ کا پاس نہ کیا کسی سے علاقہ نہ رکھا تو تمہیں کیا کیا فائدے حاصل ہوں گے۔

سات دولتیں ۱۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان نقش کر دے گا جس میں انشاء اللہ تعالیٰ حسنِ خاتمہ کی بشارتِ جلیلہ ہے کہ اللہ کا لکھا نہیں مٹتا ۲۔ اللہ تعالیٰ روح القدس سے تمہاری مدد فرمائے گا ۳۔ تمہیں ہمیشگی کی جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ۴۔ تم خدا کے گروہ کہلاؤ گے خدا والے ہو جاؤ گے ۵۔ منہ مانگی مرادیں پاؤ گے بلکہ امید و خیال و گمان سے کروڑوں درجے افزوں ۶۔ سب سے زیادہ یہ کہ اللہ تم سے راضی ہوگا۔ ۷۔ یہ کہ فرماتا ہے میں تم سے راضی تم مجھ سے راضی، بندے کے لیے اس سے زائد اور کیا نعمت ہوتی کہ اس کا رب اس سے راضی ہو مگر انتہائے بندہ نوازی یہ کہ فرمایا اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

مسلمانو! خدا لگتی کہنا اگر آدمی کروڑ جانیں رکھتا ہو اور وہ سب کی سب ان مندرجہ بالا عظیم دولتوں پر نثار کر دے تو واللہ پھر بھی مندرجہ بالا دولتیں مفت پائیں پھر زید و عمرو (گستاخِ رسول) سے علاقہ تعظیم و محبت یک لخت قطع کر دینا کتنی بڑی بات ہے؟ جس پر اللہ تعالیٰ ان بے بہا نعمتوں کا وعدہ فرما رہا ہے، اور اس کا وعدہ یقیناً سچا ہے۔ قرآن کریم کی عادتِ کریمہ ہے کہ جو حکم فرماتا ہے جیسا کہ اس کے ماننے والوں کو اپنی نعمتوں کی بشارت دیتا ہے، نہ ماننے والوں پر اپنے عذابوں کا تازیانہ بھی رکھتا ہے کہ جو پست ہمت نعمتوں کی لالچ میں نہ آئیں سزاؤں کے ڈر سے راہ پائیں وہ عذاب بھی سن لیجئے:

تمہارا رب عزّ وجل فرماتا ہے

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝

سورۃ التوبہ آیت ۲۳

"اے ایمان والو! اپنے باپ اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو ان سے رفاقت کریں وہی لوگ ستمگار ہیں۔"

اور فرماتا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ (الی قولہ تعالیٰ) تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ (الی قولہ تعالیٰ) لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ [۲]

[۱] و [۳] ؁ ۲۸ پ ع ۷، سورۃ الممتحنہ

"اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم چھپ کر اُن سے دوستی کرتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہو اور تم میں جو ایسا کرے گا وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا، تمہارے رشتے اور تمہارے بچے تمہیں کچھ نفع نہ دیں گے، قیامت کے دن تم میں اور تمہارے پیاروں میں جدائی ڈال دے گا کہ تم میں ایک دوسرے کے کچھ کام نہ آسکے گا اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔"

اور فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

سورہ مائدہ آیت ۵۱

"جو تم میں ان سے دوستی کرے گا تو بیشک وہ انہی میں سے ہے بیشک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالموں کو۔"

پہلی [۲] دو آیتوں میں تو ان سے دوستی کرنے والوں کو ظالم و گمراہ ہی فرمایا تھا، اس آیۂ کریمہ نے بالکل تصفیہ فرما دیا کہ جو اُن سے دوستی رکھے وہ بھی انہی میں سے ہے، ان ہی کی طرح کافر ہے، ان کے ساتھ ایک رسّی میں باندھا جائے گا، اور وہ کوڑا بھی۔ یاد رکھیے کہ تم چھپ چھپ کر اُن سے میل رکھتے ہو اور میں تمہارے چھپے ظاہر سب کو خوب جانتا ہوں اب وہ رسّی بھی سُن لیجیے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والے باندھے جائیں گے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تمہارا رب عزّ و جلّ فرماتا ہے

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ؕ [۳] ؁ ۱۰ پ ع ۱۴، سورۃ التوبہ

"وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے"

اور فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ پ۲۲ ع۴ سورہ الاحزاب

"بیشک جو لوگ اللہ ورسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایذا دیتے ہیں اُن پر اللہ کی لعنت ہے دنیا وآخرت میں اور اللہ نے اُن کے لیے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

سات کوڑے

اللہ عزوجل ایذا سے پاک ہے اسے کون ایذا دے سکتا ہے مگر حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کو اپنی ایذا فرمایا۔ ان آیتوں سے اُس شخص پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخوں سے محبت کا برتاؤ کرے، سات کوڑے ثابت ہوئے۔

۱۔ وہ ظالم ہے۔ ۲۔ گمراہ ہے۔ ۳۔ کافر ہے۔ ۴۔ اُس کے لیے دردناک عذاب ہے۔ ۵۔ وہ آخرت میں ذلیل وخوار ہوگا۔ ۶۔ اُس نے اللہ واحد قہار کو ایذا دی۔ ۷۔ اُس پر دونوں جہان میں خُدا کی لعنت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

لِلّٰہ انصاف

اے مسلمان اے مسلمان اے اُمتی سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خُدارا ذرا انصاف کر، وہ سات بہتر ہیں جو ان لوگوں سے یک لخت ترکِ علاقہ کر دینے پر ملتے ہیں کہ دل میں ایمان جم جائے[1] اللہ مددگار ہو[2] جنت مقام ہو[3] اللہ والوں میں شمار ہو[4] مرادیں ملیں[5] خدا تجھ سے راضی ہو[6] تو خدا سے راضی ہو[7] یا یہ سات بھلے ہیں جو اُن لوگوں سے تعلق لگا رہنے پر پڑیں گے کہ ظالم[1] گمراہ[2] کافر[3] جہنمی ہو[4] آخرت میں خوار ہو[5] خدا کو ایذا دے[6] خدا دونوں جہان میں لعنت کرے[7] ہیہات ہیہات کون کہہ سکتا ہے کہ یہ سات اچھے ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ وہ سات چھوڑنے کے ہیں مگر جانِ برادر! خالی یہ کہہ دینا تو کام نہیں دیتا وہاں تو امتحان کی ٹھہری ہے ابھی آیت سُن چکے الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ کیا اِس بُھلاوے میں ہو کہ بس زبان سے کہہ کر چھوٹ جاؤ گے، امتحان نہ ہوگا؟

ہاں یہی امتحان کا وقت ہے!

دیکھو یہ اللہ واحد قہار کی طرف سے تمہاری جانچ ہے دیکھو وہ فرما رہا ہے کہ تمہارے رشتے علاقے

قیامت میں کام نہ آئیں گے، مجھ سے توڑ کر کس سے جوڑتے ہو۔ دیکھو وہ فرما رہا ہے کہ مَیں غافل نہیں، مَیں بے خبر نہیں، تمھارے اعمال دیکھ رہا ہوں، تمھارے اقوال سُن رہا ہوں، تمھارے دلوں کی حالت سے خبردار ہوں، دیکھو بے پروائی نہ کرو، پرائے پیچھے اپنی عاقبت نہ بگاڑو، اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل ضد سے کام نہ لو، دیکھو وہ تمھیں اپنے سخت عذاب سے ڈراتا ہے، اس کے عذاب سے کہیں پناہ نہیں، دیکھو وہ تمھیں اپنی رحمت کی طرف بُلاتا ہے، بے اس کی رحمت کے کہیں پناہ نہیں، دیکھو اور گناہ تو نِرے گناہ ہوتے ہیں جن پر عذاب کا استحقاق ہو مگر ایمان نہیں جاتا، عذاب ہو کر خواہ رب کی رحمت حبیب کی شفاعت سے بے عذاب ہی چھٹکارا پائے اور جنّت میں جائے، ایسا ہو سکتا ہے مگر یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کا مقام ہے اُن کی عظمت اُن کی محبّت مدارِ ایمان ہے۔ قرآن مجید کی آیتیں سُن چکے کہ جو اس معاملہ میں کمی کرے اُس پر دونوں جہان میں خدا کی لعنت ہے۔ دیکھو جب ایمان گیا پھر اصلاً ابدالآباد تک کبھی کسی طرح ہرگز اصلاً عذابِ شدید سے رہائی نہ ہوگی۔ گستاخی کرنے والے جن کا تم یہاں کچھ پاس لحاظ کرو وہاں اپنی بھگت رہے ہوں گے، تمھیں بچانے نہ آئیں گے اور آئیں تو کیا کر سکتے ہیں؟ پھر ایسوں کا لحاظ کر کے اپنی جان کو ہمیشہ ہمیشہ غضبِ جبّار و عذابِ نار میں پھنسا دینا کیا عقل کی بات ہے؟ للہ للہ ذرا دیر کو اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا سب اپنے وآں سے نظر اٹھا کر آنکھیں بند کرو اور گردن جھکا کر اپنے آپ کو اللہ واحد قہار کے سامنے حاضر سمجھو اور نِرے خالص سچے اسلامی دل کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم عظمت بلند عزت رفیع وجاہت جو ان کے رب نے انھیں بخشی اور ان کی تعظیم ان کی توقیر پر ایمان و اسلام کی بنا رکھی، اسے دل میں جما کر انصاف و ایمان سے کہو کیا جس نے کہا (براہین قاطعہ صفحہ ۵۵ میں) کہ شیطان کو یہ وسعت نص (قرآن کی دلیل) سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے؟ اس نے کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی نہ کی؟ کیا اس نے ابلیس لعین کے علم کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ اقدس پر نہ بڑھایا؟ کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعت علم سے کافر ہو کر شیطان کی وسعتِ علم پر ایمان نہ لایا؟ **مسلمانو!** خود اسی گستاخ سے اتنا ہی کہہ دیکھو کہ او علم میں شیطان کے ہمسر دیکھو! تو وہ بُرا مانتا ہے یا نہیں حالانکہ اسے تو علم میں شیطان سے کم بھی نہ کہا بلکہ شیطان کے برابر ہی بتایا پھر کم کہنا کیا توہین نہ ہوگی اور اگر وہ اپنی بات پالنے کو (بات کی پیچ کی خاطر) اس پر ناگواری ظاہر نہ کرے اگرچہ دل میں قطعاً ناگوار مانے گا تو اسے چھوڑیئے اور کسی معظّم سے کہہ دیکھئے اور

یوراہی امتحان مقصود ہو تو کیا کچہری میں جاکر آپ کسی حاکم کو انِ ہی لفظوں سے تعبیر کرسکتے ہیں ؟ دیکھئے! ابھی ابھی کھلا جاتا ہے کہ توہین ہوئی اور بیشک ہوئی، پھر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین کرنا کفر نہیں؟ ضرور ہے اور بالیقین ہے۔

وہابیہ کے نزدیک شیطان خُدا کا شریک ہے

(براہین قاطعہ میں) جس نے شیطان کی وسعتِ علم کو نص سے ثابت مان کر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے وسعتِ علم ماننے والے کو کہا تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے، اور کہا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے؟ اس نے ابلیس لعین کو خدا کا شریک مانا یا نہیں؟ ضرور مانا کہ جو بات مخلوق میں ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہوگی وہ جس کسی کے لیے ثابت کی جائے قطعاً شرک ہی رہے گی کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہوسکتا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے یہ وسعتِ علم ماننی شرک ٹھہرائی جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں تو ضرور اتنی وسعت خدا کی وہ خاص صفت ہوئی جس کو خدائی لازم ہے، جب تو نبی کے لیے اس کا ماننے والا کافر مشرک ہوا اور اس نے وہی وسعت وہی صفت خود اپنے مُنھ ابلیس کے لیے ثابت مانی تو صاف صاف شیطان کو خدا کا شریک ٹھہرا دیا۔ مُسلمانو! کیا یہ اللہ عزّ وجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دونوں کی توہین نہ ہوئی؟ ضرور ہوئی۔ اللہ کی توہین تو ظاہر ہے کہ اس کا شریک بنایا اور وہ بھی کسے؟ ابلیس لعین کو! اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین یوں کہ ابلیس کا مرتبہ اتنا بڑھا دیا کہ وہ تو خدا کی خاص صفت میں حصہ دار ہے اور حضور اس سے ایسے محروم کہ ان کے لیے ثابت مانو تو مشرک ہوجاؤ مُسلمانو! کیا خدا و رسول کی توہین کرنے والا کافر نہیں؟ ضرور ہے۔ کیا جس "حفظ الایمان" میں صفحہ ۸ مصنّف اشرف علی تھانوی دیوبندی نے کہا کہ بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید وعمر بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے، کیا اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو صریح گالی نہ دی؟ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اتنا ہی علمِ غیب دیا گیا تھا جتنا ہر پاگل اور ہر چوپائے کو حاصل ہے۔؟

مُسلمان مُسلمان! اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اُمتی! تجھے اپنے دین و ایمان کا واسطہ، کیا اس ناپاک ملعون گالی کے صریح گالی ہونے میں تجھے کچھ شبہ گزر سکتا ہے؟ معاذ اللہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت تیرے دل سے ایسی نکل گئی ہو کہ اس شدید گالی میں بھی ان کی

توہین نہ جانے۔ **جو کلمہ اپنے علما کیواسطے توہین کا وہی کلمہ نبی کیلئے توہین کا کیوں نہیں؟**

اور اگر اب بھی تجھے اعتبار نہ آئے تو ان ہی گستاخوں سے پوچھ دیکھ! کہ آیا تمھیں اور تمھارے استادوں، پیرجیوں کو کہہ سکتے ہیں کہ اے فلاں! تجھے اتنا ہی علم ہے جتنا سُوَر کو ہے، تیرے استاد کو ایسا ہی علم تھا جیسے کتے کو ہے، تیرے پیر کو اسی قدر علم تھا جس قدر گدھے کو ہے، یا مختصر طور پر اتنا ہی ہو کہ او علم میں اُلو، گدھے، کتے، سُوَر کے ہمسرو! دیکھو تو وہ اس میں اپنی اور اپنے استاد، پیر کی توہین سمجھتے ہیں یا نہیں؟ قطعاً سمجھیں گے اور قابو پائیں تو سر ہو جائیں، پھر کیا سبب ہے کہ جو کلمہ ان کے حق میں توہین و کسرِ شان ہو، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہ ہو؟ کیا معاذ اللہ اُن کی عظمت اِن سے بھی گئی گذری ہے؟ کیا اسی کا نام ایمان ہے؟ حاش للہ! حاش للہ! کیا جس (حفظ الایمان ص ۸ اشرف علی تھانوی) نے کہا کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے، پھر اگر زید اس کا التزام کرلے کہ ہاں مَیں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالاتِ نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے۔ جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ نبوت سے کب ہو سکتا ہے؟ اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے، انتہٰی۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جانوروں، پاگلوں میں فرق نہ جاننے والا حضور کو گالی نہیں دیتا؟ کیا اس نے اللہ عزّوجل کے کلام کا صراحۃً رد و ابطال نہ کر دیا؟ دیکھو:

تمھارا ربّ عزّوجل فرماتا ہے

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا

"اے نبی! اللہ نے تم کو سکھایا جو تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے۔" سورۃ النساء مدنی۔ آیت ۱۱۳

یہاں نامعلوم باتوں کا علم عطا فرمانے کو اللہ عزّوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات و مدائح میں شمار فرمایا اور فرماتا ہے وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ[۱] "بیشک یعقوب ہمارے سکھائے سے علم والا ہے۔ اور فرماتا ہے وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ[۲] "ملائکہ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ایک علم والے لڑکے اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بشارت دی"۔ اور فرماتا ہے وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا[۳] "ہم نے خضر کو اپنے پاس سے ایک علم سکھایا"۔ وغیرہا آیات، جن میں اللہ تعالیٰ نے علم کو کمالاتِ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسّلام والثنا میں گنا۔

[۱] پ ۱۳ ع ۲، سورۂ یوسف [۲] پ ۲۶ ع ۱۹، سورۃ الذاریات [۳] پ ۱۵ ع ۲۰، سورۃ الکھف

اشرف علی تھانوی کی کُفریہ عبارت کا انجام

اب زید کی جگہ اللہ عزّوجل کا نام پاک لیجیے اور علمِ غیب کی جگہ مطلق علم جس کا ہر جویائے کو ملنا اور بھی ظاہر ہے اور دیکھیے کہ اس گستاخ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر کس طرح کلام اللہ عزّوجل کا رَدکر رہی ہے یعنی یہ گستاخ خدا کے مقابل کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے کہ آپ (یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی ذات مقدسہ پر علم کا اطلاق کیا جانا اگر بقولِ خدا صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کُل علوم' اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں حضور اور دیگر انبیاء کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم کہا جائے' پھر اگر خدا اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم کہوں گا تو پھر علم کو منجملہ کمالاتِ نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مؤمن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جائے تو نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا لازم ہے' اور اگر تمام علوم مراد ہیں' اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلانِ دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے انتہیٰ۔

حفظ الایمان کی مکمل عبارت اُسی کے اپنے حق میں

پس ثابت ہوا کہ خدا کے وہ سب اقوال اس کی اسی دلیل سے باطل ہیں۔

مُسلمانو! دیکھا کہ اس بدگو (گستاخ) نے فقط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو گالی نہ دی بلکہ ان کے رب جل وعلا کے کلاموں کو بھی باطل و مردود کر دیا مُسلمانو! جس کی جرأت یہاں تک پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علمِ غیب کو پاگلوں اور جانوروں کے علم سے ملا دے اور ایمان' اسلام' انسانیت سب سے آنکھیں بند کر کے صاف کہہ دے کہ نبی اور جانور میں کیا فرق ہے[1]، اس سے کیا تعجب کہ خدا کے کلاموں کو رَدکرے' باطل بتائے' پسِ پشت ڈالے' زیرِ پا ملے بلکہ جو یہ سب کچھ کلام اللہ کے ساتھ کر چکا وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس گالی پر جرأت کر سکے گا۔

۱؎ اگر کوئی عاشقِ رسول کسی ملک کی عدالت یا ملک کے سربراہ سے دیو بندیوں وہابیوں کی کفریہ عبارات کے خلاف کیس یا احتجاج کرے اور جج یا سربراہ مملکت دیو بندیوں کے اشارے پر یہ کہے کہ یہ عبارات کفریہ نہیں بلکہ تعریف کے کلمات ہیں تو جواباً اُن سے کہا جائے کہ یہ تعریف کے کلمات کہ "علم میں جانوروں' پاگلوں کے ہمسر" دیو بندیوں کے بزرگوں خود تم کو کہہ سکتے ہیں؟ ناشر

جو کلمہ اپنے علما کیواسطے توہین کا وہی کلمہ نبی کیلئے توہین کا کیوں نہیں؟

مگر ہاں اس سے دریافت کرو کہ آپ کی یہ تقریر خود آپ اور آپ کے اساتذہ میں جاری ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر ہے تو کیا جواب؟ ہاں اُن گستاخوں سے کہو! کیا آپ حضرات اپنی تقریر کے طور پر جو آپ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں جاری کی، خود اپنے آپ سے اس دریافت کی اجازت دے سکتے ہیں کہ آپ صاحبوں کو عالم فاضل مولوی ملا چنیں چناں فلاں فلاں کیوں کہا جاتا ہے؟ اور حیوانات و بہائم مثلاً کتے سؤر کو کوئی اِن الفاظ سے تعبیر نہیں کرتا؟ ان مناصب کے باعث آپ کے اُتباع و اَذناب آپ کی تعظیم تکریم توقیر کیوں کرتے دست و پا پر بوسہ کیوں دیتے ہیں؟ اور جانوروں مثلاً اُلّو، گدھے کے ساتھ کوئی یہ برتاؤ نہیں برتتا؟ اس کی وجہ کیا ہے؟

بعض علم کُل علم تو قطعاً آپ صاحبوں کو بھی نہیں اور بعض میں آپ کیا تخصیص؟ ایسا علم تو اُلّو گدھے کتے سؤر سب کو حاصل ہے تو چاہیئے کہ ان سب کو عالم و فاضل وچنیں وچناں کہا جائے۔ پھر اگر آپ اس کا التزام کریں کہ ہاں ہم سب کو علما کہیں گے تو پھر علم کو آپ کے کمالات میں کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو، گدھے، کتے، سؤر سب کو حاصل ہو وہ آپ کے کمالات سے کیوں ہوا؟ اور اگر التزام کیا جائے تو آپ ہی کے بیان سے آپ میں اور گدھے، کتے، سؤر میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ فقط

مسلمانو! یوں دریافت کرتے ہی بعونہٖ تعالیٰ صاف کھل جائے گا کہ ان گستاخوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کیسی صریح شدید گالی دی اور ان (حضور) کے رب عزوجل کے قرآن مجید کو جابجا کیسا رد و باطل کر دیا **مسلمانو!** خاص اس بدگو اور اس کے ساتھیوں سے پوچھو، ان پر خود ان کے اقرار سے قرآنِ عظیم کی یہ آیات چسپاں ہوئیں یا نہیں:

تمہارا رب عزّوجل فرماتا ھے

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا

يَسْمَعُوْنَ بِهَا ط اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ○ پ ۹ ع ۱۲ سورۃ الاعراف

"اور بیشک ضرور ہم نے جہنم کے لیے پھیلا رکھے ہیں، بہت سے جن اور آدمی ان کے وہ دل ہیں جن سے حق کو نہیں سمجھتے اور وہ آنکھیں جن سے حق کا راستہ نہیں سوجھتے اور وہ کان جن سے حق بات نہیں سنتے، وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر بہکے ہوئے وہی لوگ غفلت میں پڑے ہیں۔"

یہ آیت ان گستاخ رسول پر چسپاں

اور فرماتا ہے،

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ط اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۙ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ط اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ○ پ ۱۹ ع ۲، سورۃ الفرقان

"بھلا دیکھ تو جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا تو کیا تو اس کا ذمہ لے گا یا تجھے گمان ہے کہ ان میں بہت سے کچھ سنتے یا عقل رکھتے ہیں وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے، بلکہ وہ تو ان سے بھی بڑھ کر گمراہ ہیں۔"

علم والے کیلئے نکتہ ان بدگویوں نے چوپایوں کا علم تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علم کے برابر مانا۔ اب ان سے پوچھئے کیا تمھارا علم انبیاء یا خود حضور سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والثناء کے برابر ہے، ظاہراً اس کا دعویٰ نہ کریں گے اور اگر کہہ بھی دیں کہ جب چوپایوں سے برابری کر دی آپ تو دو پائے ہیں برابری ماننے کیا مشکل ہے، تو یوں پوچھئے تمھارے استادوں، پیروں، ملّانوں میں کوئی بھی ایسا گزرا جو تم سے علم میں زیادہ ہو یا سب ایک برابر ہو؟ آخر کہیں تو فرق نکالیں گے تو ان کے وہ استاد وغیرہ تو ان کے اقرار سے علم میں چوپایوں کے برابر ہوئے اور یہ ان سے علم میں کم ہیں، جب ہی تو ان کی شاگردی کی اور جو ایک مساوی سے کم ہو دوسرے سے بھی ضرور کم ہوگا تو یہ حضرات خود اپنی تقریر کی رو سے چوپایوں سے بڑھ کر گمراہ ہوئے اور ان آیتوں کے مصداق ٹھہرے کَذٰلِكَ الْعَذَابُ ط

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۝[1]

ردِ امکان کذبِ باری تعالیٰ

مسلمانو! یہ حالتیں تو اُن کلمات کی تھیں جن میں انبیائے کرام و حضور پرنور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہاتھ صاف کیے گئے، پھر اُن عبارات کا کیا پوچھنا جن میں اصالۃً بالقصد ربّ العزت عزّ جلالہٗ کی عزت پر حملہ کیا گیا ہو۔ خدارا انصاف! کیا جس نے کہا کہ "میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوعِ کذب باری کا قائل نہیں ہوں؟" یعنی وہ شخص اس کا قائل ہے کہ خدا بالفعل جھوٹا ہے جھوٹ بولا جھوٹ بولتا ہے۔ اس کی نسبت یہ فتویٰ دینے والا کہ "اگرچہ اس نے تاویلِ آیات میں خطا کی مگر تاہم اس کو کافر یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیئے" جس نے کہا کہ اس کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیئے، جس نے کہا کہ اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے حنفی شافعی پر طعن و تضلیل نہیں کر سکتا یعنی خدا کو معاذ اللہ "جھوٹا کہنا بہت سے علمائے سلف کا بھی مذہب تھا یہ اختلاف حنفی[2] شافعی کا سا ہے۔ کسی نے ہاتھ ناف سے اوپر باندھے کسی نے نیچے"۔ ایسا ہی اسے بھی سمجھو کہ کسی نے خدا کو سچا کہا کسی نے جھوٹا، لہٰذا ایسے کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیئے یعنی جو خدا کو جھوٹا کہے اسے گمراہ کیا، معنیٰ گنہگار بھی نہ کہو۔ کیا جس نے یہ سب تو اس مکذب خدا کی نسبت بتایا اور یہیں خود اپنی طرف سے باوصف اس بے معنیٰ اقرار کے کہ قدرۃ علی الکذب مع امتناع الوقوع مسئلہ اتفاقیہ ہے صاف صریح کہہ دیا کہ "وقوعِ کذب کے معنیٰ درست ہو گئے"۔ یعنی یہ بات ٹھیک ہو گئی کہ خدا سے کذب واقع ہوا، کیا یہ شخص مسلمان رہ سکتا ہے؟ کیا جو ایسے کو مسلمان سمجھے خود مسلمان ہو سکتا ہے؟ مسلمانو! خدارا انصاف! ایمان نام کاہے کا تھا؟ تصدیقِ الٰہی کا، تصدیق کا صریح مخالف کیا ہے؟ تکذیب! تکذیب کے کیا معنی ہیں؟ کسی کی طرف کذب منسوب کرنا جب صراحۃً خدا کو کاذب کہہ کر بھی ایمان باقی رہے تو خدا جانے ایمان کس جانور کا نام ہے؟ خدا جانے مجوس و ہنود و نصاریٰ و یہود کیوں کافر ہوئے؟ اُن میں تو کوئی صاف صاف اپنے معبود کو جھوٹا بھی نہیں بتاتا ہاں معبودِ برحق کی باتوں کو یوں نہیں مانتے کہ انھیں اس کی باتیں ہی نہیں جانتے یا تسلیم نہیں کرتے ایسا تو دنیا کے پردے پر کوئی کافر سا کافر بھی شاید نہ نکلے کہ خدا کو خدا مانتا، اس کے کلام کو اس کا کلام جانتا اور پھر بے دھڑک کہتا ہو کہ اس نے جھوٹ کہا اس سے وقوعِ کذب کے معنیٰ درست ہو گئے۔ غرض کوئی ذی انصاف شک نہیں کر سکتا کہ ان تمام بدگویوں (گستاخوں) نے مُنہ بھر اللہ و رسول کو گالیاں دی ہیں اب یہی وقت امتحانِ الٰہی ہے واحد قہار جبار عزّ جلالہٗ سے ڈر کر

---

[1] پ ۲۴ ع ۱۷، سورۃ الزمر [2] براہین قاطعہ صفحہ ۶ تفصیل دیوبندی مذہب

اور وہ آیتیں کہ اوپر گزریں پیشِ نظر رکھ کر عمل کرو۔ آپ تمہارا ایمان تمہارے دلوں میں تمام گستاخوں سے نفرت بھر دے گا۔ ہرگز اللہ و رسول اللہ جل و علا و صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل ان کی حمایت نہ کرنے دیگا تم کو ان سے گھن آئے گی نہ کہ ان کی پچ کرو اللہ و رسول کے مقابل ان کی گالیوں میں مہمل و بیہودہ تاویلیں گڑھو۔

ماں باپ کی محبت سے حضور کی محبت کا مقابلہ

لِلّٰہ انصاف اگر کوئی شخص تمہارے ماں باپ، استاد، پیر کو گالیاں دے اور نہ صرف زبانی بلکہ لکھ لکھ کر چھاپے، شائع کرے۔ کیا تم اس کا ساتھ دو گے؟ یا اس کی بات بنانے کو تاویلیں گڑھو گے؟ یا اس کے بکنے سے بے پرواہی کر کے اس سے بدستور صاف رہو گے؟ نہیں نہیں! اگر تم میں انسانی غیرت، انسانی حمیّت، ماں باپ کی عزّت، حرمت، عظمت، محبت کا نام و نشان بھی لگا رہ گیا ہے تو اس دُشنام گو گُستاخ گلٹیر کی صورت سے نفرت کرو گے، اس کے سایہ سے دُور بھاگو گے، اس کا نام سُن کر غیظ لاؤ گے اور جو اُس کے لیے بناوٹیں گڑھے، اس کے بھی دشمن ہو جاؤ گے، پھر خدا کے لیے ماں باپ کو ایک پلّہ میں رکھو اور اللہ واحد قہار و محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و عظمت پر ایمان کو دوسرے پلّہ میں، اگر مسلمان ہو تو ماں باپ کی عزت کو اللہ و رسول کی عزت سے کچھ نسبت نہ مانو گے، ماں باپ کی محبت و حمایت کو اللہ و رسول کی محبت و خدمت کے آگے ناچیز جانو گے تو واجب واجب واجب، لاکھ لاکھ واجب سے بڑھ کر واجب کہ ان کے بدگو سے وہ نفرت و دوری و غیظ و جدائی ہو کہ ماں باپ کے دشنام دہندہ کے ساتھ اس کا ہزارواں حصہ نہ ہو۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کے لیے اُن سات نعمتوں کی بشارت ہے **مسلمانو!** تمہارا یہ ذلیل خیرخواہ امید کرتا ہے کہ اللہ واحد قہار کی ان آیات اور اس بیان شافی واضح البینات کے بعد اس بارہ میں آپ سے زیادہ عرض کی حاجت نہ ہو، تمہارے ایمان خود ہی ان بدگویوں (گستاخوں) سے وہی پاک مبارک الفاظ بول اٹھیں گے۔ جو تمہارے رب عزوجل نے قرآنِ عظیم میں تمہارے سکھانے کو قومِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے نقل فرمائے۔

تمہارا رب عزّوجل فرماتا ہے

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ

اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَ الْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ (الیٰ قولہ تعالیٰ) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۠ پ ۲۸ ع ۷، سورۃ الممتحن۔

"بیشک تمہارے لیے ابراہیم اور اس کے ساتھ والے مسلمانوں میں اچھی ریس ہے جب وہ اپنی قوم سے بولے بیشک ہم تم سے بیزار ہیں اور ان سب سے جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو، ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ہمیشہ کو ظاہر ہو گئی جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ، بیشک ضرور ان میں تمہارے لیے عمدہ ریس تھی اس کیلئے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہو اور جو منہ پھیرے تو بیشک اللہ ہی بے پرواہ سراہا گیا ہے۔"

یعنی وہ جو تم سے یہ فرما رہا ہے کہ جس طرح میرے خلیل اور ان کے ساتھ والوں نے کیا کہ میرے لیے اپنی قوم کے صاف دشمن ہو گئے اور تنکا توڑ کر ان سے جدائی کر لی اور کھول کر کہہ دیا کہ ہم سے تم سے کچھ علاقہ نہیں، ہم تم سے قطعی بیزار ہیں، تمھیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ یہ تمہارے بھلے کو تم سے فرما رہے ہیں، مانو تو تمہاری خیر ہے نہ مانو تو اللہ کو تمہاری کچھ پرواہ نہیں جہاں وہ میرے دشمن ہوئے ان کے ساتھ تم بھی سہی، میں تمام جہان سے غنی ہوں اور تمام خوبیوں سے موصوف، جل وعلا و تبارک و تعالیٰ۔

یہ تو قرآنِ عظیم کے احکام تھے

اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی چاہے گا ان پر عمل کی توفیق دے گا مگر یہاں دو فرقے ہیں جن کو ان احکام میں عذر پیش آتے ہیں۔ اوّل بے علم نادان، ان کے عُذر دو قسم کے ہیں۔ عذرِ اوّل فلاں تو ہمارا استاد یا بزرگ یا دوست ہے، اس کا جواب تو قرآنِ عظیم کی متعدد آیات سے سُن چکے کہ رب عزوجل نے بار بار بتکرار صراحۃً فرما دیا کہ غضبِ الٰہی سے بچنا چاہتے ہو تو اس باب میں اپنے باپ کی بھی رعایت نہ کرو۔ عذر دوم صاحب یہ بدگو لوگ بھی تو مولوی ہیں، بھلا مولویوں کو کیونکر کافر سمجھیں یا برا جانیں، اس کا جواب

"گمراہ علماء کے بارے میں" تمہارا رب عزّوجل فرماتا ہے

۱۔ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ "بھلا دیکھو تو جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنالیا اور اللہ نے علم ہوتے ساتے اسے گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مُہر لگادی اور اس کی آنکھ پر پٹی چڑھادی تو کون اُسے راہ پر لائے اللہ کے بعد، تو کیا تم دھیان نہیں کرتے؟" پ۲۵ ع۱۹ سورہ الجاثیہ۔ اور فرماتا ہے:

۲: مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ۚ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ پ۲۸ ع۱۰ سورہ الجمعہ "وہ جن پر توریت کا بوجھ رکھا گیا مگر انھوں نے اسے نہ اٹھایا ان کا حال اس گدھے کا سا ہے جس پر کتابیں لدی ہوں، کیا بُری مثال ہے ان کی جنھوں نے خدا کی آیتیں جھٹلائیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا"۔ ____ اور فرماتا ہے:

۳۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ۚ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث ۚ ذَّٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ سَاءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَأَنفُسَهُمْ كَانُوا يَظْلِمُونَ ۝ مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِي ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝

"انھیں پڑھ کر سنا خبر اس کی جسے ہم نے اپنی آیتوں کا علم دیا تھا وہ ان سے نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگا کہ گمراہ ہوگیا اور ہم چاہتے تو اس علم کے باعث اسے گرنے سے اُٹھا لیتے مگر وہ تو زمین پکڑ گیا اور اپنی خواہش کا پیرو ہوگیا تو اس کا حال کُتّے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکال کر ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے یہ ان کا حال ہے جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو ہمارا یہ ارشاد بیان کر کہ شاید لوگ سوچیں، کیا بُرا حال ہے ان کا جنھوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور اپنی ہی جانوں پر ستم ڈھاتے تھے جسے خدا ہدایت کرے وہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے تو وہی سراسر نقصان میں ہیں" (پ۹ ع۱۲ سورہ الاعراف)

"یعنی ہدایت کچھ علم پر نہیں خدا کے اختیار ہے۔ یہ آیتیں ہیں اور حدیثیں ہیں جو گمراہ عالموں کی مذمّت میں ہیں ان کا تو شمار ہی نہیں یہاں تک کہ ایک حدیث میں ہے۔ دوزخ کے فرشتے بُت پرستوں سے پہلے انھیں پکڑیں گے یہ کہیں گے کیا ہمیں بت پوچھنے والوں سے بھی پہلے لیتے ہو جواب ملے گا لیس من یعلم کمن لا یعلم "جاننے والے اور انجان برابر نہیں"۔[۱]

عزّت و تعظیم کا حقدار کون ؟

بھائیو! عالم کی عزّت تو اِس بنا پر تھی کہ وہ نبی کا وارث ہے، نبی کا وارث وہ جو ہدایت پر ہو اور جب گمراہی پر ہے تو نبی کا وارث ہوا یا شیطان کا؟ اُس وقت اِس کی تعظیم نبی کی تعظیم ہوتی۔ اب اِس کی تعظیم شیطان کی تعظیم ہوگی۔

یہ اس صورت میں ہے کہ عالم کفر سے نیچے کسی گمراہی میں ہو جیسے بد مذہبوں کے علماء، پھر اس کا کیا پوچھنا جو خود کفرِ شدید میں ہو اُسے عالمِ دین جاننا ہی کفر ہے نہ کہ عالمِ دین جان کر اس کی تعظیم۔ **بھائیو!** علم اس وقت نفع دیتا ہے کہ دین کے ساتھ ہو ورنہ پنڈت یا پادری کیا اپنے یہاں کے عالم نہیں؟

فرشتوں کا اپنے علم والے اُستاد سے برتاؤ

ابلیس کتنا بڑا عالم تھا پھر کیا کوئی مسلمان اس کی تعظیم کرے گا؟ اُسے تو معلّم الملکوت کہتے ہیں یعنی فرشتوں کو علم سکھاتا تھا۔ جب سے اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم سے منھ موڑا حضور[۲] کا نور کہ پیشانیِ آدم علیہ السلام میں رکھا گیا، اسے سجدہ نہ کیا، اس وقت سے لعنتِ ابدی کا طوق اس کے گلے میں پڑا دیکھو جب سے اس کے شاگردانِ رشید (فرشتے) اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہیں، ہمیشہ اس پر لعنت بھیجتے ہیں، ہر رمضان میں مہینہ بھر اسے زنجیروں میں جکڑتے ہیں، قیامت کے دن کھینچ کر جہنم میں ڈھکیلیں گے۔ یہاں سے علم کا جواب بھی واضح ہوگیا اور استاذی کا بھی۔ **بھائیو!**

۱؎ یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر اور ابو نعیم نے حلیہ میں انس سے روایت کی کہ نبی کریم نے فرمایا ۱۲ منہ

۲؎ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی جلد ۲ صفحہ ۴۵۵ زیر قولہ تعالیٰ تلک الرسل فضلنا ان الملٰئکۃ امروا بالسجود لآدم لاجل ان نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فی جبھۃ آدم۔ تفسیر نیشاپوری جلد ۳ صفحہ ۷ سجود الملٰئکۃ لآدم انما کان لاجل نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم الذی کان فی جبھۃ۔ دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ فرشتوں کا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرنا اس لیے تھا کہ ان کی پیشانی میں نورِ محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تھا۔ ۱۲ منہ

کروڑ کروڑ افسوس ہے اس دعویٔ مسلمانی پر کہ اللہ واحد قہار اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ استاد کی وقعت ہو اللہ و رسول سے بڑھ کر بھائی یا دوست یا دنیا میں کسی کی محبت ہو اے رب! ہمیں سچا ایمان دے صدقہ اپنے حبیب کی سچی عزت سچی رحمت کا صلی اللہ علیہ وسلم آمین

فرقۂ دوم

معاندین و دشمنانِ دین کہ خود انکارِ ضروریاتِ دین رکھتے ہیں اور صریح کفر کر کے اپنے اوپر سے نام کفر مٹانے کو اسلام و قرآن و خدا و رسول و ایمان کے ساتھ تمسخر کرتے اور براہ اغوا و تلبیس و شیوۂ ابلیس وہ باتیں بناتے ہیں کہ کسی طرح ضروریاتِ دین ماننے کی قید اُٹھ جائے اسلام فقط طوطے کی طرح زبان سے کلمہ رٹ لینے کا نام رہ جائے بس کلمہ کا نام لیتا ہو پھر چاہے خدا کو جھوٹا کذاب کہے چاہے رسول کو سڑی سڑی گالیاں دے اسلام کسی طرح نہ جائے. بَلْ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ہ یہ مسلمانوں کے دشمن اسلام کے عدو عوام کو چھلنے اور خدائے واحد قہار کا دین بدلنے کے لیے چند شیطانی مکر پیش کرتے ہیں.

مکرِ اوّل: اسلام نام کلمہ گوئی کا ہے حدیث میں فرمایا من قال لا الٰہ الا اللّٰہ دخل الجنۃ "جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا جنّت میں جائے گا۔" پھر کسی قول یا فعل کی وجہ سے کافر کیسے ہو سکتا ہے"؟ (نعوذ باللہ من ذالک)

مسلمانو! ذرا ہوشیار خبردار اس مکرِ ملعون کا حاصل یہ ہے کہ زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے. (گویا ان دیوبندیوں کے نزدیک)

جس طرح کسی آدمی کا (اپنا) بیٹا اگر اُسے گالیاں دے جوتیاں مارے کچھ کرے اس کے بیٹے ہونے سے نہیں نکل سکتا یونہی جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا اب وہ چاہے خدا کو جھوٹا کذاب کہے چاہے رسول کو سڑی سڑی گالیاں دے (معاذ اللہ) اس کا اسلام نہیں بدل سکتا؟ اس مکر کا جواب ایک تو اُسی آیۂ کریمہ الٓمّٓ ۚ اَحَسِبَ النَّاسُ میں گزرا "کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ نرے ادعائے اسلام پر چھوڑ دیئے جائیں گے اور امتحان نہ ہوگا؟" اسلام[1] اگر فقط کلمہ گوئی کا نام تھا تو بیشک حاصل تھی پھر لوگوں کا گھمنڈ کیوں غلط تھا؟ جسے قرآنِ عظیم رد فرما رہا ہے، نیز:

---

[1] حضرت شیخ مجدد الف ثانی مکتوبات میں فرماتے ہیں،

مجرد تلفظ بکلمۂ شہادت در اسلام کافی نیست تصدیق جمیع ما علم بالضرورۃ مجیئہ من الدین باید و تبری از کفر و کافر نیز باید تا اسلام صورت بندد ۱۲۔

محض زبانی کلمہ شہادت کہنا اسلام میں کافی نہیں بلکہ ان تمام امور کی تصدیق ضروری ہے جن کا ضروریاتِ دین سے ہونا بداہتاً معلوم ہے. کفر اور کافر سے برارت بھی لازمی ہے تاکہ اسلام کی صحیح صورت تشکیل پالے (ت)

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے

۲. قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا
وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ پ۲۶ ع۱۴ سورۃ الحجرات

"یہ گنوار کہتے ہیں ہم ایمان لائے تم فرمادو ایمان تو تم نہ لائے ہاں یوں کہو ہم مطیع الاسلام ہوئے ایمان ابھی تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا"

اور فرماتا ہے۔

۳. اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۞ پ۲۸ ع۱۳ سورۃ المنافقون

"منافقین جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک حضور یقیناً خدا کے رسول ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ بیشک تم ضرور اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک یہ منافق ضرور جھوٹے ہیں"۔

دیکھو کیسی لمبی چوڑی کلمہ گوئی، کیسی کیسی تاکیدوں سے مؤکد، کیسی کیسی قسموں سے مؤید ہرگز موجب اسلام نہ ہوئی اور اللہ واحد قہار نے ان کے جھوٹے کذاب ہونے کی گواہی دی تو من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ کا یہ مطلب گھڑنا صراحۃً قرآن عظیم کا رد کرنا ہے۔ ہاں جو کلمہ پڑھتا اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو ہم اسے مسلمان جانیں گے جب تک اس سے کوئی کلمہ، کوئی حرکت، کوئی فعل منافی اسلام نہ صادر ہو، بعد صدور منافی ہرگز کلمہ گوئی کام نہ دے گی۔

کلمۂ کفر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غیب کیا جانیں

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا
كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ ۞ پ۱۰ ع۱۶ سورۃ التوبہ

"خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ

بیشک وہ یہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہو گئے:

ابن جریر و طبرانی و ابو الشیخ و ابن مردویہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک پیڑ کے سایہ میں تشریف فرما تھے، ارشاد فرمایا عنقریب ایک شخص آئے گا کہ تمھیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا۔ کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلا لایا۔ سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا، اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے گستاخی نہ کی اور بیشک ضرور وہ یہ کفر کا کلمہ بولے اور تیری شان میں بے ادبی کرکے اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔ دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمۂ کفر ہے اور اس کا کہنے والا اگرچہ لاکھ مسلمانی کا مدعی کروڑ بار کا کلمہ گو ہو، کافر ہو جاتا ہے اور فرماتا ہے:

۵ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ط قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ط

پ۱۰ ع۱۴، سورہ التوبہ

اور اگر تم ان سے پوچھو تو بیشک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے، تم فرما دو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ امام مجاہد تلمیذِ خاص سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں۔

اِنَّہٗ قَالَ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قال رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادی کذا وما یدریه بالغیب۔

یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی، اس کی تلاش تھی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے۔ اس پر ایک منافق بولا محمد صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے "محمد غیب کیا جانیں"؟

اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اُتاری کہ کیا اللہ ورسول سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہو گئے۔ (دیکھو تفسیر امام ابن جریر مطبع مصر جلد دہم صفحہ ۱۰۵ و تفسیر درمنثور امام جلال الدین سیوطی جلد سوم صفحہ ۲۵۴)

مسلمانو! دیکھو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اتنی گستاخی کرنے سے کہ "وہ غیب کیا جانیں" **کلمہ گوئی کام نہ آئی** اور اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ بہانے نہ بناؤ، تم اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔

یہاں سے وہ حضرات بھی سبق لیں

جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علومِ غیب سے مطلقاً منکر ہیں۔ دیکھو یہ قول منافق کا ہے اور اس کے قائل کو اللہ تعالیٰ نے اللہ و قرآن و رسول سے ٹھٹھا کرنے والا بنایا اور صاف صاف کافر مرتد ٹھہرایا، بلکہ اس کہنے کو کہ "محمد غیب کیا جانیں؟" اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی توہین، آیتوں کی توہین پھر رسول کی توہین شمار کیا، اور کیوں نہ ہو کہ "غیب کی بات جاننی شانِ نبوّت ہے" جیسا کہ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی و امام احمد قسطلانی و مولانا علی قاری و علامہ محمد زرقانی وغیرہم اکابر نے تصریح فرمائی جس کی تفصیل رسائلِ علمِ غیب[1] میں بفضلہٖ تعالیٰ بروجہ اعلیٰ مذکور ہوئی پھر اس کی سخت شامت کمالِ ضلالت کا کیا پوچھنا جو غیب کی ایک بات بھی خدا کے بتائے سے بھی نبی کو معلوم ہونا محال و ناممکن بتاتا ہے، اس کے نزدیک اللہ سے سب چیزیں غائب ہیں[2] اور اللہ کو اتنی قدرت نہیں کہ کسی کو ایک غیب کا علم دے سکے، اللہ تعالیٰ شیطان کے دھوکوں سے پناہ دے۔ آمین

ہاں بے خدا کے بتائے کسی کو ذرّہ بھر کا علم ماننا ضرور کفر ہے اور جمیع معلوماتِ الٰہیہ کو علمِ مخلوق کا محیط ہونا بھی باطل اور اکثر علماء[3] کے خلاف ہے لیکن روزِ ازل سے روزِ آخر تک کا ماکان وما یکون اللہ تعالیٰ کے معلومات سے وہ نسبت بھی نہیں رکھتا جو ایک ذرّے کے لاکھویں کروڑویں حصّے برابر پارّی کو کروڑہا کروڑ سمندروں سے ہو بلکہ یہ خود علومِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایک چھوٹا

---

[1] سُنّی شاخسانے کے رد میں بفضلہٖ تعالیٰ چار رسالے ہیں، "اراحۃ جوائح الغیب" "الجلاء الکامل" "ابرار المجنون" "میل الھداۃ"، جن میں پہلا انشاء اللہ تعالیٰ مع ترجمہ عنقریب شائع ہوگا اور باقی تین بھی بعونہٖ تعالیٰ اس کے بعد وباللہ التوفیق ۱۲ (الدولۃ المکیہ علمِ غیب پر چھپ چکی ہے۔)

[2] یہ کہنا کہ غیب کا علم اللہ کو ہے گویا اللہ سے غیب تو ہے مگر اس کا علم ہے جس طرح کسی سے مکہ، مدینہ شریف غائب ہوا اور کبھی دیکھا بھی نہ ہو مگر اس کو علم ہو کہ مکہ شریف میں بیت اللہ اور مدینہ شریف میں روضۂ انور ہے۔ ناشر

[3] اکثر کی قید کا فائدہ رسالہ الفیوض المکیہ لمحب الدولۃ المکیہ میں ملاحظہ ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ۱۲

ساٹھ کرتا ہے۔ ان تمام امور کی تفصیل "الدولۃ المکیہ" وغیرہا میں ہے۔

خیر یہ تو جملۂ معترضہ تھا اور ان شاء اللہ العظیم بہت مفید تھا، اب بحث سابق کی طرف عود کیجئے۔ اس فرقۂ باطلہ کا **مکرِ دوم** یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے کہ لا نکفر احدا من اھل القبلۃ۔ ہم اہلِ قبلہ میں سے کسی کو کافر نہیں کہتے اور حدیث میں ہے جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔

مسلمانو! اس مکرِ خبیث میں ان لوگوں نے نری کلمہ گوئی سے عدول کر کے صرف قبلہ روئی کا نام ایمان رکھ دیا، یعنی جو قبلہ رو ہو کر نماز پڑھ لے مسلمان ہے اگرچہ اللہ عزّ وجل کو جھوٹا کہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دے کسی صورت کسی طرح ایمان نہیں ٹلتا ع چوں وضوے محکم بی بی تمیز۔

اولاً اس مکر کا **جواب**:

تمہارا ربّ عزّوجل فرماتا ہے

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ ۝ پ۲ ع۶۔ سورۃ البقرہ

"اصل نیکی یہ نہیں ہے کہ اپنا منہ نماز میں مشرق و مغرب کو کرو بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ آدمی ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور قرآن اور تمام انبیاء پر۔"

دیکھو صاف فرما دیا کہ ضروریاتِ دین پر ایمان لانا ہی اصل کام ہے بغیر اس کے نماز میں قبلہ کو منہ کرنا کوئی چیز نہیں اور فرماتا ہے:

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا یَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا یُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝ پ۱۰ ع۱۳۔ سورۃ التوبہ

"وہ جو خرچ کرتے ہیں اس کا قبول ہونا بند نہ ہوا مگر اس لیے کہ انھوں نے اللہ اور رسول کے ساتھ کفر کیا اور نماز کو نہیں آتے مگر جی ہارے اور خرچ نہیں کرتے مگر برے دل سے۔"

دیکھو ان کا نماز پڑھنا بیان کیا اور پھر انھیں کافر فرمایا کیا وہ قبلہ کو نماز نہیں پڑھتے تھے؟ فقط قبلہ

کیسا؟ قبلۂ دل وجان، کعبۂ دین وایمان، سرورِ عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے جانبِ قبلہ نماز پڑھتے تھے، اور فرماتا ہے:

فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ ؕ وَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۝ وَ اِنْ نَّكَثُوْۤا اَیْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَیْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَنْتَهُوْنَ ۝

پ۱۰ ع۸، سورۃ التوبہ

"پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز برپا رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو ہمارے دینی بھائی ہیں اور ہم پتے کی بات صاف بیان کرتے ہیں علم والوں کے لیے، اور اگر قول و اقرار کرکے پھر اپنی قسمیں توڑیں اور تمھارے دین پر طعن کریں تو کفر کے پیشواؤں سے لڑو، اُن کی قسمیں کچھ نہیں شاید وہ باز آئیں"۔

دیکھو نماز وزکوٰۃ والے اگر دین پر طعنہ کریں تو اُنھیں کفر کا پیشوا، کافروں کا سرغنہ فرمایا کیا خدا اور رسول کی شان میں وہ گستاخیاں دین پر طعنہ نہیں؟ اس کا بیان بھی سُنیے:

تمھارا ربّ عزّوجل فرماتا ھے

مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ یَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَ عَصَیْنَا وَ اسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ وَّ رَاعِنَا لَیًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَ طَعْنًا فِی الدِّیْنِ ؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَ اسْمَعْ وَ انْظُرْنَا لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَ اَقْوَمَ ۙ وَ لٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝

پ۵ ع۴، سورۃ النساء

"کچھ یہودی بات کو اس کی جگہ سے بدلتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سُنا اور نہ مانا، اور سُنیے آپ سُنائے نہ جائیں اور 'راعنا' کہتے ہیں زبان پھیر کر اور دین پر طعنہ کرنے کو اور اگر وہ کہتے ہم نے سُنا اور مانا اور سُنیے اور ہمیں مہلت دیجیے تو ان کے لیے بہتر اور بہت ٹھیک ہوتا لیکن ان کے کفر کے سبب اللہ نے ان پر لعنت کی ہے تو ایمان نہیں لاتے مگر کم"۔

پہلودار بات دین میں طعنہ

کچھ یہودی جب دربارِ نبوت میں حاضر ہوتے اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے کچھ عرض کرنا چاہتے تو یوں کہتے "سُنیے! آپ سُنائے نہ جائیں" جس سے ظاہر تو دعا ہوتی یعنی حضور کو کوئی ناگوار بات نہ سُنائے اور دل میں بددعا کا ارادہ کرتے کہ سُنائی نہ دے اور جب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کچھ ارشاد فرماتے اور یہ بات سمجھ لینے کے لیے مہلت چاہتے تو رَاعِنَا کہتے، جس کا ایک پہلوئے ظاہر یہ کہ "ہماری رعایت فرمائیے" اور مراد خفی رکھتے "رعونت والا" اور بعض کہتے ہیں زبان دبا کر رَاعِیْنَا کہتے یعنی "ہمارا چرواہا"۔

پھر صریح صاف باسخت طعنہ ہوگی

جب پہلودار بات دین میں طعنہ ہوئی تو صریح و صاف کتنا سخت طعنہ ہوگی بلکہ انصاف کیجیے تو ان باتوں کا صریح بھی ان کلمات کی شناعت کو نہیں پہنچتا۔ بہرا ہونے کی دُعا یا رعونت یا بکریاں چرانے کی طرف نسبت کو ان الفاظ سے کیا نسبت؟ کہ "شیطان سے علم میں کم" یا "پاگلوں چوپایوں سے علم میں ہمسر" اور خدا کی نسبت وہ کہ "جھوٹا ہے جھوٹ بولتا" ہے۔ جو اسے جھوٹا بتائے مسلمان سُنّی صالح ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

فقہ اکبر

۲: ثانیاً اس وہم شنیع (بد) کو مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتانا حضرتِ امام پر سخت افترا و اتہام، امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عقائد کریمہ کی کتاب مطہر فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

صفاته تعالیٰ فی الازل غیر محدثة ولا مخلوقة فمن قال انها مخلوقة او محدثة او وقف فیها او شك فیها فهو کافر باللّٰه تعالیٰ.

اللہ تعالیٰ کی صفتیں قدیم ہیں نہ نو پیدا ہیں نہ کسی کی بنائی ہوئی جو انھیں مخلوق یا حادث کہے یا اس باب میں توقف کرے یا شک لائے وہ کافر ہے اور خدا کا منکر۔ نیز امام ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الوصیہ میں فرماتے ہیں:۔

من قال بان کلام اللّٰه تعالیٰ مخلوق فهو کافر باللّٰه العظیم۔

"جو شخص کلام اللہ کو مخلوق کہے اس نے عظمت والے خدا کے ساتھ کفر کیا"۔

شرح فقہ اکبر میں ہے:۔

قال فخر الاسلام قد صح عن ابی یوسف انه قال ناظرت اباحنیفة

فی مسئلۃ خلق القرآن فاتفق رأیی ورأیہ علی ان من قال بخلق

القرآن فھو کافر وصح ھذا القول ایضاً عن محمد رحمہ اللہ تعالٰی۔

"امام فخر الاسلام رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ انھوں نے فرمایا میں نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مسئلہ خلق قرآن میں مناظرہ کیا، میری اور ان کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ جو قرآن مجید کو مخلوق کہے وہ کافر ہے اور یہ قول امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی سے بھی بصحت ثبوت کو پہنچا"۔

یعنی ہمارے ائمہ ثلاثہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کا اجماع و اتفاق ہے کہ قرآنِ عظیم کو مخلوق کہنے والا کافر ہے۔ کیا "معتزلہ" و "کرامیہ" و "روافض" کہ قرآن کو مخلوق کہتے ہیں اس قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھتے؟ نفسِ مسئلہ کا جزیہ لیجیے امام مذہبِ حنفی سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں:

حضور کی شان گھٹانے والا یقیناً کافر

ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالٰی و بانت منہ امرأتہ

"جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو دشنام (گالی) دے، یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے، یا حضور کو کسی طرح کا **عیب** لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی **شان گھٹائے** وہ یقیناً **کافر** اور خدا کا منکر ہو گیا اور اُس کی جورو اُس کے نکاح سے نکل گئی"۔

دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی تنقیصِ شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے، اس کی جورو نکاح سے نکل جاتی ہے۔ **کیا** مسلمان اہلِ قبلہ نہیں ہوتا؟ یا **اہلِ کلمہ** نہیں ہوتا؟ **سب** کچھ ہوتا ہے **مگر** محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کے ساتھ **نہ** قبلہ قبول **نہ** کلمہ مقبول، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

۳: ثالثاً اصل بات یہ ہے کہ اصطلاحِ ائمہ میں اہلِ قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتا ہو ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے

خود کافر ہے۔

علما کا اتفاق گستاخ رسول کے کفر میں شک بھی کفر

شفا شریف، بزازیہ، دُرر، غرر، فتاوی خیریہ وغیرہا میں ہے:

۱۔ اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومن شك فی عذابہ و کفرہ کفر۔

"تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔"

مجمع الانہر و درمختار میں ہے:

۲۔ واللفظ لہ الکافر بسب نبی من الانبیاء لاتقبل توبتہ مطلقا ومن شك فی عذابہ وکفرہ کفر۔

"جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا اس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اس کے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔"

الحمد للہ! یہ نفس مسئلہ کا وہ گراں بہا جزئیہ ہے جس میں ان بدگویوں کے کفر پر اجماع تمام امت کی تصریح ہے اور یہ بھی کہ جو انھیں کافر نہ جانے خود کافر ہے۔

شرح فقہ اکبر میں ہے:

۳۔ فی المواقف لایکفر اھل القبلۃ الا فیما فیہ انکار ماعلم مجیئہ بالضرورۃ او المجمع علیہ کاستحلال المحرمات ولایخفی ان المراد بقول علمائنا لایجوز تکفیر اھل القبلہ بذنب لیس مجرد التوجہ الی القبلۃ فان الغلاۃ من الروافض الذین یدعون ان جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام غلط فی الوحی

فان اللہ تعالیٰ ارسلہ الی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وبعضھم قالوا

انہ الٰہ وان صلوا الی القبلۃ لیسوا بمؤمنین وھٰذا ھو المراد

بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من صلّی صلوٰتنا واستقبل

قبلتنا واکل ذبیحتنا فذٰلک مسلم اھ مختصراً۔

"یعنی مواقف میں ہے کہ اہلِ قبلہ کو کافر نہ کہا جاوے گا مگر جب ضروریاتِ دین یا اجماعی باتوں سے کسی بات کا انکار کریں جیسے حرام کو حلال جاننا اور مخفی نہیں کہ ہمارے علما جو فرماتے ہیں کہ کسی گناہ کے باعث اہلِ قبلہ کی تکفیر روا نہیں اس سے نرا قبلہ کو منھ کرنا مراد نہیں کہ غالی رافضی جو بکتے ہیں کہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی میں دھوکا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی طرف بھیجا تھا اور بعض تو مولیٰ علی کو خدا کہتے ہیں۔ یہ لوگ اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھیں مسلمان نہیں اور اس حدیث کی بھی یہی مُراد ہے جس میں فرمایا کہ جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو مُنھ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔" [۱]

یعنی جب کہ تمام ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتا ہو اور کوئی بات منافیِ ایمان نہ کرے اسی میں ہے:

۴ اعلم ان المراد باھل القبلۃ الذین اتفقوا علیٰ ماھو من ضروریات الدین کحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم اللہ تعالیٰ بالکلیات والجزئیات وما اشبہ ذٰلک من المسائل المھمات فمن واظب طول عمرہ علی الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم او نفی الحشر او نفی علمہ سبحانہ بالجزئیات لا یکون من اھل القبلۃ وان المراد بعدم تکفیر احد من اھل القبلۃ عند اھل السنۃ انہ لا یکفر مالم یوجد شیئ من امارات الکفر وعلاماتہ ولم یصدر عنہ شیئ من موجباتہ۔

یعنی جان لو کہ اہلِ قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریاتِ دین میں موافق ہیں جیسے

---

[۱] گھریلو جھگڑے اور کسی سے مالی نقصان وغیرہ کی بنا پر اہلِ قبلہ کو کافر کہنے کی ممانعت۔ ناشر

عالم کا حادث ہونا، اجسام کا حشر ہونا، اللہ تعالیٰ کا علم تمام کلیات وجزئیات کو محیط ہونا اور جو مہم مسئلے ان کی مانند ہیں تو جو تمام عمر طاعتوں عبادتوں میں رہے اس کے ساتھ یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ عالم قدیم ہے یا حشر نہ ہوگا یا اللہ تعالیٰ جزئیات کو نہیں جانتا وہ اہلِ قبلہ سے نہیں اور اہلِ سنت کے نزدیک اہلِ قبلہ میں کسی کو کافر نہ کہنے سے یہ مراد ہے کہ اسے کافر نہ کہیں گے جب تک اس میں کفر کی کوئی علامت و نشانی نہ پائی جائے اور کوئی بات موجبِ کفر اس سے صادر نہ ہو۔"

امامِ اجل سیدی عبدالعزیز بن محمد بخاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ تحقیق شرح اصول حسامی میں فرماتے ہیں:

اُمّت مسلمان کا نام نہ کہ قبلہ رو نمازی

۵- ان غلافیہ (ای فی ھواہ) حتی وجب اکفارہ بہ لایعتبر وفاقہ ایضًا لعدم دخولہ فی مسمی الامۃ المشھود لھا بالعصمہ وان صلی الی القبلۃ واعتقد نفسہ مسلما لان الامۃ لیست عبارۃ عن المصلین الی القبلۃ بل عن المؤمنین وھو کافر وان کان لایدری انہ کافر۔

"یعنی بدمذہب اگر اپنی بدمذہبی میں غالی ہو جس کے سبب اسے کافر کہنا واجب ہو تو اجماع میں اس کی مخالفت موافقت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا کہ خطا سے معصوم ہونے کی شہادت تو امت کے لیے آئی ہے اور وہ امت ہی سے نہیں اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور اپنے آپ کو مسلمان اعتقاد کرتا ہو اس لیے کہ امت قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والوں کا نام نہیں بلکہ مسلمان کا نام ہے اور یہ شخص کافر ہے اگرچہ اپنی جان کو کافر نہ جانے۔"

ردالمحتار میں ہے:

۶- لاخلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اھل القبلۃ المواظب طول عمرہ علی الطاعات کما فی شرح التحریر۔

یعنی ضروریاتِ اسلام سے کسی چیز میں خلاف کرنے والا بالاجماع کافر ہے اگرچہ

اہلِ قبلہ سے ہو اور عمر بھر طاعات میں بسر کرے جیسا کہ شرح تحریر امام ابن الہمام میں فرمایا۔

کتب عقائد و فقہ و اصول ان تصریحات سے مالامال ہیں۔

رابعاً خود مسئلہ بدیہی ہے۔ **کیا** جو شخص پانچ وقت قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور ایک وقت مہادیو کو سجدہ کر لیتا ہو کسی عاقل کے نزدیک مسلمان ہو سکتا ہے؟ حالانکہ اللہ کو جھوٹا کہنا یا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی **شانِ اقدس میں گستاخی کرنا مہادیو کے سجدے سے کہیں بدتر ہے** اگرچہ کفر ہونے میں برابر ہے۔ وذٰلک ان الکفر بعضہ اخبث من بعض وجہ یہ کہ بُت کو سجدہ علامتِ تکذیبِ خدا ہے اور علامتِ تکذیب عین تکذیب کے برابر[له] نہیں ہو سکتی اور سجدہ میں یہ احتمالِ عقلی بھی نکل سکتا ہے کہ محض تحیت و مجرا مقصود ہو نہ عبادت اور محض تحیت (سجدۂ تعظیمی) فی نفسہٖ کفر نہیں ولہٰذا اگر مثلاً کسی عالم یا عارف کو تحیۃً سجدہ کرے گنہگار ہوگا کافر نہ ہوگا امثال بُت میں شرع نے مطلقاً حکم کفر بربنائے شعار خاص کفار رکھا ہے بخلاف بدگوئی حضور پُر نور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، کہ فی نفسہٖ کفر ہے جس میں کوئی احتمالِ اسلام نہیں۔ اور مَیں یہاں اس فرق پر بنا نہیں رکھتا کہ **ساجد صنم کی توبہ باجماعِ امت مقبول ہے۔ مگر** سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ ہزارہا ائمہ دین کے نزدیک **اصلاً قبول نہیں**۔ اور اسی کو ہمارے علمائے حنفیہ سے امام بزازی و امام محقق علی الاطلاق ابن الہمام و علامہ مولیٰ خسرو صاحبِ دُرَر و غُرَر و علامہ زین بن نجیم صاحب بحر الرائق، و الاشباہ والنظائر، و علامہ عمر بن نجیم صاحبِ نہر الفائق و علامہ ابو عبد اللہ محمد ابن عبد اللہ غزی صاحبِ تنویر الابصار، و علامہ خیر الدین رملی صاحبِ فتاویٰ خیریہ و علامہ شیخی زادہ صاحبِ مجمع الانہر و علامہ مدقق محمد بن علی حصکفی صاحبِ درمختار وغیرہم عمائدِ کبار علیہم رحمۃ اللہ العزیز الغفار نے اختیار فرمایا بید ان تحقیق المسألۃ فی الفتاوی الرضویہ

[له] شرح مواقف میں ہے، سجودہ لہا یدل بظاہرہ انہ لیس بمصدق و نحن نحکم بالظاہر فلذا حکمنا بعدم ایمانہ لا لان عدم السجود لغیر اللہ دخل فی حقیقۃ الایمان حتی لو علم انہ لم یسجد لہا علی سبیل التعظیم و اعتقاد الالٰہیۃ بل سجد لہا و قلبہ مطمئن بالتصدیق لم یحکم بکفرہ فیما بینہ و بین اللہ و ان اجری علیہ حکم الکفر فی الظاہر اھ ۱۲ منہ

اس کا سورج کو سجدہ کرنا بظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی تصدیق نہیں کرتا ہے اور ہم ظاہر پر حکم لگاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس کے عدمِ ایمان کا حکم لگایا ہے۔ یہ حکم اس وجہ سے نہیں لگایا کہ غیر اللہ کو سجدہ نہ کرنا ایمان کی حقیقت میں داخل ہے یہاں تک کہ اگر معلوم ہو جائے کہ اس نے سورج کو سجدہ بطور تعظیم اور اس کو معبود سمجھ کر نہیں کیا بلکہ اس کو سجدہ کیا در آنحالیکہ اس کا دل تصدیق و ایمان کے ساتھ مطمئن تھا تو عند اللہ اس کے کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا اگرچہ بظاہر اس پر کفر کا حکم جاری کیا جائے گا۔

اس لیے کہ عدمِ قبول تو نہ صرف حاکم اسلام کے یہاں ہے کہ وہ اس معاملہ میں بعد توبہ بھی سزائے موت دے ورنہ اگر توبہ صدق دل سے ہے تو عند اللہ مقبول ہے کہیں یہ بدگو اس مسئلہ کو دستاویز نہ بنالیں کہ آخر توبہ قبول نہیں پھر کیوں تائب ہوں؟ نہیں نہیں توبہ سے کفر مٹ جائے گا، مسلمان ہو جاؤ گے، جہنم ابدی سے نجات پاؤ گے، اس قدر پر اجماع ہے۔ کما فی رد المحتار وغیرہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

گستاخ رسول کا اپنے کفر پر تیسرا پردہ

اس فرقۂ بے دین کا تیسرا مکر یہ ہے کہ فقہ میں لکھا ہے جس میں ننانوے باتیں کفر کی ہوں اور ایک بات اسلام کی تو اس کو کافر نہ کہنا چاہیئے۔

۱: اولاً یہ مکرِ خبیث سب مکروں سے بدتر وضعیف جس کا حاصل یہ کہ جو شخص دن میں ایک بار اذان دے یا دو رکعت نماز پڑھ لے اور ننانوے بار بُت پوجے، سنکھ پھونکے، گھنٹی بجائے وہ مسلمان ہے کہ اس میں ننانوے باتیں کفر کی ہیں تو ایک اسلام کی بھی ہے، یہی کافی ہے حالانکہ مؤمن تو مؤمن کوئی عاقل اُسے مسلمان نہیں کہہ سکتا۔

۲: ثانیاً، اس کی رو سے سوا دہریے کے کہ سرے سے خدا کے وجود ہی کا منکر ہو، تمام کافر، مشرک، مجوس، ہنود، نصاریٰ، یہود وغیرہم دنیا بھر کے کفار سب کے سب مسلمان ٹھہرے جاتے ہیں کہ اور باتوں کے منکر سہی آخر وجودِ خدا کے تو قائل ہیں۔ ایک یہی بات سب سے بڑھ کر اسلام کی بات بلکہ تمام اسلامی باتوں کی اصل الاصول ہے خصوصاً کفار فلاسفہ وآریہ وغیرہم کہ بزعم خود توحید کے بھی قائل ہیں اور یہود ونصاریٰ تو بڑے بھاری مسلمان ٹھہریں گے کہ توحید کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بہتیرے کلاموں اور ہزاروں نبیوں اور قیامت و حشر و حساب و ثواب و عذاب و جنت و نار وغیرہ بکثرت اسلامی باتوں کے قائل ہیں۔

۳: ثالثاً اس کے رد میں قرآنِ عظیم کی وہ آیتیں کہ اوپر گزریں کافی ووافی ہیں جن میں باوصف کلمہ گوئی ونماز خوانی صرف ایک ایک بات پر حکم تکفیر فرمادیا کہیں ارشاد ہوا کَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ " وہ مسلمان ہوکر اس کلمے کے سبب کافر ہو گئے" کہیں فرمایا لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ " بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد" حالانکہ اس مکرِ خبیث کی بناء پر جب تک ۹۹ سے زیادہ کفر کی باتیں جمع نہ ہوجائیں صرف ایک کلمہ پر حکم کفر صحیح نہ تھا۔ شاید اس کا یہ جواب دیں کہ یہ خدا کی غلطی ہے

جلد بازی تھی کہ اس نے دائرۂ اسلام کو تنگ کردیا، کلمہ گویوں اہل قبلہ کو دھکے دے دے کر صرف ایک ایک لفظ پر اسلام سے نکالا اور پھر زبردستی یہ کہ لَا تَعْتَذِرُوْا عذر بھی نہ کرنے دیا، نہ عذر سننے کا قصد کیا۔ افسوس ہے خدا نے پریچریا ندویہ لکچریا ان کے ہم خیال کسی وسیع الاسلام ریفارمر سے مشورہ نہ لیا۔ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۔

۴، رابعاً اس مکر کا جواب

تمہارا رب عزّوجل فرماتا ہے

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ پ۱ ع۱۰، سورہ البقرہ

"تو کیا اللہ کے کلام کا کچھ حصّہ مانتے ہو اور کچھ حصّے سے منکر ہو، تو جو کوئی تم میں سے ایسا کرے اس کا بدلہ نہیں مگر دنیا کی زندگی میں رسوائی اور قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب کی طرف پلٹے جائیں گے، اور اللہ تمہارے کوتکوں سے غافل نہیں یہی لوگ ہیں جنھوں نے عقبیٰ بیچ کر دنیا خریدی تو نہ اُن پر سے کبھی عذاب ہلکا ہو، نہ اُن کو مدد پہنچے"۔

کلام الٰہی میں فرض کیجیے اگر ہزار باتیں ہوں تو ان میں سے ہر ایک بات کا ماننا ایک اسلامی عقیدہ ہے اب اگر کوئی شخص ۹۹۹ مانے اور صرف ایک نہ مانے تو قرآن عظیم فرما رہا ہے۔ کہ وہ ان ۹۹۹ کے ماننے سے مسلمان نہیں بلکہ صرف ایک کے نہ ماننے سے کافر ہے دنیا میں اس کی رسوائی ہوگی اور آخرت میں اس پر سخت تر عذاب جو ابد الآباد تک کبھی موقوف ہونا کیا معنی؟ ایک آن کو ہلکا بھی نہ کیا جائے گا نہ کہ ۹۹ کا انکار کرے اور ایک کو مان لے تو مسلمان ٹھہرے؟ یہ مسلمانوں کا عقیدہ نہیں بلکہ بشہادت قرآنِ عظیم خود صریح کفر ہے۔

۵: خامسًا اصل بات یہ ہے کہ فقہائے کرام پران لوگوں نے جیتا افترا اٹھایا (جھوٹ باندھا) انھوں نے ہرگز کہیں ایسا نہیں فرمایا بلکہ انھوں (دیوبندی) نے یہ خصلت یہود یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ "یہودی بات کو اس کے ٹھکانے سے بدلتے ہیں" تحریف تبدیل کرکے کچھ کا کچھ بنالیا، فقہاء نے یہ نہیں فرمایا کہ جس شخص میں ننانوے باتیں کفر کی اور ایک اسلام کی ہو وہ مسلمان ہے۔ حاشا لِلّٰہ۔

عُلماء کا اتفاق

بلکہ تمام اُمت کا اجماع ہے کہ جس میں ننانوے ہزار باتیں اسلام کی اور ایک کفر کی ہو وہ یقینًا قطعًا کافر ہے۔ ۹۹ قطرے گلاب میں ایک بوند پیشاب کا پڑ جائے سب پیشاب ہوجائے گا مگر یہ جاہل کہتے ہیں کہ ۹۹ قطرے پیشاب میں ایک بُوند گلاب کا ڈال دو سب طیب وطاہر ہوجائے گا۔ حاشا کہ فقہاء تو فقہاء کوئی ادنی تمیز والا بھی ایسی جہالت بکے

اصل قولِ فقہ

بلکہ فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے کہ جس مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر ہو جس میں سَو ۱۰۰ پہلو نکل سکیں، ان میں ننانوے پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہوجائے کہ اس نے خاص کوئی پہلو کفر کا مُراد رکھا ہے ہم اُسے کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے کیا معلوم شاید اس نے یہی پہلو مُراد رکھا ہو اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں اس کی مُراد کوئی پہلوئے کفر ہے تو ہماری تاویل سے اُسے فائدہ نہ ہوگا وہ عند اللہ کافر ہی ہوگا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ:

مثلاً

مثلاً زید کہے عمرو کو علم قطعی یقینی غیب کا ہے۔ اس کلام میں اکیس ۲۱ پہلو ہیں۔

کفریہ پہلو ۱: عمرو اپنی ذات سے غیب دان ہے یہ صریح کفر وشرک ہے، قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ۔ ۲: عمرو آپ تو غیب دان نہیں، مگر جنّ علمِ غیب رکھتے ہیں ان کے بتانے سے اُسے غیب کا علم یقینی حاصل ہوجاتا ہے، یہ بھی کفر ہے۔ تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ۔ ۳۔ عمرو نجومی ہے۔ ۴۔ رمّال ہے۔ ۵۔ سامندرک جانتا ہاتھ دیکھتا ہے۔ ۶۔ کوّے وغیرہ کی آواز۔ ۷۔ حشرات الارض کے بدن پر گرنے۔ ۸۔ کسی پرندے یا وحشی چرندے کے داہنے یا بائیں نکل کر جانے۔ ۹۔ آنکھ یا دیگر اعضاء کے پھڑکنے سے شگون لیتا ہے۔ ۱۰۔ پالنسہ پھینکتا ہے۔ ۱۱۔ فال دیکھتا ہے۔ ۱۲۔ حاضرات سے کسی کو معمول بنا کر اُس سے احوال پوچھتا ہے۔ ۱۳۔ مسمریزم جانتا ہے۔ ۱۴۔ جادو کی میز۔ ۱۵۔ روحوں کی تختی سے حال

دریافت کرتا ہے۔ ۱۶۔قیافہ دان ہے۔ ۱۷۔علم زایرجہ سے واقف ہے۔ اِن ذرائع سے اُسے غیب کا علم قطعی یقینی ملتا ہے، یہ سب بھی کفر ہیں[۵] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

من اتی عرافا او کاھنا فصدقہ بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رواہ احمد والحاکم بسند صحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولاحمد و ابی داؤد عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقد برئ مما انزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۱۸۔عمرو پر وحی رسالت آتی ہے اِس کے سبب غیب کا علم یقینی پاتا ہے جس طرح رسولوں کو ملتا تھا، یہ اشد کفر ہے وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ٥ ۱۹۔وحی تو نہیں آتی مگر بذریعہ الہام جمیع غیوب اس پر منکشف ہوگئے ہیں اِس کا علم تمام معلوماتِ الٰہی کو محیط ہوگیا، یہ یوں کفر ہے کہ اس نے عمرو کو علم میں حضور پرنور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر ترجیح دے دی کہ حضور کا علم بھی جمیع معلوماتِ الٰہی کو محیط نہیں۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ٥ من قال فلان اعلم منہ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم فقد عابہ فحکمہ حکم الساب (نسیم الریاض)

۲۰۔جمیع کا احاطہ نہ سہی مگر جو علوم غیب اسے الہام سے ملے ان میں ظاہرًا یا باطنًا کسی طرح کسی رسول انس وملک کی وساطت وتبعیت نہیں، اللہ تعالیٰ نے بلاواسطہ رسول اصالۃً اسے غیوب پر مطلع کیا، یہ بھی کفر ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ص ۱۷۹

"اللہ کی شان یہ نہیں ہے کہ اے عام لوگو! تمھیں غیب کا علم دے، ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔ (آلِ عمران)

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ٥ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

---

[۵] یعنی جبکہ ان کی وجہ سے غیب کے علم قطعی یقینی کا ادعا کیا جائے جیسا کہ نفس کلام میں مذکور ہے۔

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلّط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔" (سورہ جن)

غیر کفریہ پہلو

۲۱۔ عمر کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے واسطے سے سمعًا یا عینًا یا الہامًا بعض غیوب کا علم قطعی اللہ عزّ وجل نے دیا یا دیتا ہے، یہ احتمال خالص اسلام ہے تو محققینِ فقہاء اس قائل کو کافر نہ کہیں گے کہ اگرچہ اس کی بات کے اکیس[21] پہلوؤں میں بیس[20] کفر ہیں مگر ایک اسلام کا بھی ہے۔ احتیاط و تحسینِ ظن کے سبب اس کا کلام اسی پہلو پر حمل کریں گے، جب تک ثابت نہ ہو کہ اس نے کوئی پہلوئے کفر ہی مراد لیا، نہ کہ ایک ملعون کلام تکذیبِ خدا (خدا کو جھوٹا مانے) یا تنقیصِ شان سید انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والثناء میں صاف صریح ناقابلِ تاویل و توجیہ ہو اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو اب تو اسے کفر نہ کہنا، کفر کو اسلام ماننا ہوگا، اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔ ابھی شفاء، بزازیہ، دُرر و غرر، بحر و نہر و فتاوی خیریہ، و مجمع الانہر و دُرِ مختار و غیرہ کتبِ معتمدہ سے سن چکے کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تنقیصِ شان کرے، کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے مگر یہ دونش لوگ فقہائے کرام پر افترائے سخیف اور ان کے کلام میں تبدیل و تحریف کرتے ہیں۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ٥

شرح فقہ اکبر میں ہے۔

۱۔ قد ذکروا ان المسألة المتعلقة بالکفر اذا کان لها تسع وتسعون احتمالا للکفر واحتمال واحد فی نفیه فالاولی للمفتی والقاضی ان یعمل بالاحتمال النافی۔

فتاویٰ خلاصہ و جامع الفصولین و محیط و فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہا میں ہے:

۲۔ اذا کانت فی المسألة وجوہ توجب التکفیر و وجه واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی والقاضی ان یمیل الی ذٰلک الوجه ولا یفتی بکفرہ تحسینا للظن بالمسلم ثم ان کانت نیة القائل الوجه الذی یمنع التکفیر فهو مسلم وان لم یکن لاینفعه حمل المفتی کلامه علی وجه لا یوجب التکفیر۔

اسی طرح فتاوی بزازیہ، وبحر الرائق ومجمع الانہر، وحدیقہ ندیہ، وغیرہا میں ہے تاتارخانیہ، وبحر، وسل الحسام، وتنبیہ الولاۃ وغیرہا میں ہے:

۳۔ لا یکفر بالمحتمل لان الکفر نہایۃ فی العقوبۃ فیستدعی نہایۃ فی الجنایۃ ومع الاحتمال لا نہایۃ۔

بحر الرائق، تنویر الابصار، حدیقہ ندیہ، تنبیہ الولاۃ، وسل الحسام وغیرہا میں ہے:

۴۔ والذی تحرر انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن الخ

دیکھو ایک لفظ کے چند احتمال میں کلام ہے نہ کہ ایک شخص کے چند اقوال میں، مگر یہود ی بات کو تحریف کر دیتے ہیں۔

فائدہ جلیلہ

اس تحقیق سے یہ بھی روشن ہوگیا کہ بعض فتاوے مثل فتاوے قاضی خان وغیرہ میں جو اس شخص پر کہ اللہ و رسول کی گواہی سے نکاح کرے یا کہے ارواحِ مشائخ حاضر و واقف ہیں یا کہے ملائکہ غیب جانتے ہیں بلکہ کہے مجھے غیب معلوم ہے حکم کفر دیا۔ اس سے مراد وہی صورت کفریہ مثل ادعائے علم ذاتی وغیرہ ہے ورنہ ان اقوال میں تو ایک چھوڑ متعدد احتمال اسلام کے ہیں کہ یہاں علمِ غیب قطعی یقینی کی تصریح نہیں اور علم کا اطلاق ظن پر شائع و ذائع ہے تو علم ظنی کی شق بھی پیدا ہو کر اکیس[۲۱] کی جگہ بیالیس[۴۲] احتمال نکلیں گے اور ان میں بہت سے کفر سے جدا ہوں گے کہ غیب کے علم ظنی کا ادعا کفر نہیں۔ بحر الرائق و ردالمحتار میں ہے:

علم من مسائلہم ھنا ان من استحل ما حرمہ اللہ تعالیٰ علی وجہ الظن لا یکفر وانما یکفر اذا اعتقد الحرام حلا ونظیرہ ما ذکرہ القرطبی فی شرح مسلم ان ظن الغیب جائز کظن المنجم والرمال بوقوع شیئ فی المستقبل بتجربۃ امر عادی فھو ظن صادق والممنوع ادعاء علم الغیب والظاہر ان ادعاء ظن الغیب حرام لا کفر بخلاف ادعاء العلم اھ زاد فی البحر الا تری انھم قالوا فی نکاح المحرم لو ظن الحل لا یحد بالاجماع ویعزر کما فی الظہیریۃ وغیرھا ولم یقل احد انہ یکفر وکذا فی نظائرہ اھ تو کیونکر ممکن کہ علما باوصف ان تصریحات کے کہ ایک احتمال

اسلام بھی نائیں کفر ہے جہاں بکثرت احتمالاتِ اسلام موجود ہیں، حکمِ کفر لگائیں۔ لاجرم اس سے مراد وہی خاص احتمالِ کفر ہے مثل ادعائے علم ذاتی وغیرہ، ورنہ یہ اقوال آپ ہی باطل اور ائمہ کرام کی اپنی ہی تحقیقاتِ عالیہ کے مخالف ہو کر خود ذاہب وزائل ہوں گے، اس کی تحقیق جامع الفصولین و ردالمحتار و حاشیہ علامہ نوح و ملتقط و فتاویٰ حجۃ و تاتارخانیہ و مجمع الانہر و حدیقہ ندیہ و سل الحسام وغیرہا کتب میں ہے نصوص عبارات رسائل علم غیب مثل اللؤلؤ المکنون وغیرہا میں ملاحظہ ہوں، وباللہ التوفیق، یہاں صرف حدیقہ ندیہ شریف کے یہ کلمات شریفہ بس ہیں:

جمیع ماوقع فی کتب الفتاویٰ من کلمات صرح المصنفون فیھا بالجزم بالکفر یکون الکفر فیھا محمولا علیٰ ارادۃ قائلھا معنی علّلوا بہ الکفر واذا لم تکن ارادۃ قائلھا ذٰلک فلا کفر اھ مختصرًا۔

"یعنی کتبِ فتاویٰ میں جتنے الفاظ پر حکمِ کفر کا جزم کیا ہے اس سے مراد وہ صورت ہے کہ قائل نے ان سے پہلوئے کفر مراد لیا ہو ورنہ ہرگز کفر نہیں۔"

ضروری تنبیہ

احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو، صریح بات میں نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے مثلاً زید نے کہا خدا دو ہیں، اس میں یہ تاویل ہو جائے کہ لفظِ خدا سے بحذفِ مضاف حکمِ خدا مراد ہے یعنی قضا، دو ہیں، مبرم و معلق، جیسے قرآنِ عظیم میں فرمایا اِلّآ اَنْ یَّأْتِیَ اللّٰہُ ای امر اللہ۔ عمرو کہے میں رسول اللہ ہوں، اس میں یہ تاویل گڑھ لی جائے کہ لغوی معنی مراد ہیں یعنی خدا ہی نے اس کی روح بدن میں بھیجی۔ ایسی تاویلیں زنہار مسموع نہیں۔

صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی

شفا شریف میں ہے: ادعاءہ التاویل فی لفظ صراح لایقبل "صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا" شرح شفائے قاری میں ہے ھو مردود عند القواعد الشرعیۃ "ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے۔" نسیم الریاض میں ہے لایلتفت لمثلہ ویعد ھذیانا "ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی۔" فتاویٰ خلاصہ و فصولِ عمادیہ و جامع

الفصولین و فتاوی ہندیہ وغیرہا میں ہے واللفظ للعمادی قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر "یعنی اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا رسول یا پیغمبر کہے اور معنے یہ لے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں قاصد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا۔" یہ تاویل نہ سنی جائے گی، فاحفظ۔

گستاخِ رسول فرقہ کا مکرِ چہارم

انکار، یعنی جب نے ان بدگویوں کی کتابیں نہ دیکھیں اس کے سامنے صاف مکر جاتے ہیں کہ ان لوگوں نے یہ کلمات کہیں[1] نہ کہے اور جو ان کی چھپی ہوئی کتابیں[2] تحریری دکھا دیتا ہے۔ اگر ذی علم ہوا تو ناک چڑھا کر منھ بنا کر چلدیے یا[3] آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بکمال بے حیائی صاف کہہ دیا کہ آپ معقول بھی کر دیجیے تو میں وہی کہے جاؤں گا اور بیچارہ بے علم ہوا تو اس سے کہہ دیا کہ ان عبارتوں کا یہ مطلب[4] نہیں۔" اور آخر ہے کیا یہ در بطن قائل، اس کے جواب کو وہی آیتِ کریمہ کافی ہے کہ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ "خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نہ کہا حالانکہ بیشک ضرور وہ یہ کفر کے بول بولے اور مسلمان ہوئے، پیچھے کافر ہو گئے" ع

ہوتی آئی ہے کہ انکار کیا کرتے ہیں

اِن لوگوں کی وہ کتابیں[1] جن میں یہ کلماتِ کفریہ ہیں مدّتوں سے انھوں نے خود اپنی زندگی میں چھاپ کر شائع کیں اور ان میں بعض[2] دو دو بار چھپیں، مدتہا مدت سے علمائے اہلِ سنّت نے ان کے رد چھاپے مواخذے کیے، وہ فتوے[3] جس میں اللہ تعالیٰ کو صاف صاف کاذب جھوٹا مانا ہے اور جس کی اصل مُہری دستخطی اس وقت تک محفوظ[4] ہے اور اس کے فوٹو بھی لیے گئے جن میں سے ایک فوٹو کہ علمائے حرمین شریفین کو دکھانے کے لیے مع دیگر کتب دشنامیاں (گالیاں نامہ) گیا تھا سرکار مدینہ طیبہ میں بھی موجود ہے۔ یہ تکذیبِ خدا کا ناپاک فتویٰ اٹھارہ برس ہوئے ربیع الآخر سنہ ۱۳۰۸ھ میں رسالہ صیانۃ الناس کے ساتھ مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ میں مع رد کے شائع[5] ہو چکا، پھر سنہ ۱۳۱۸ھ میں مطبع گلزار حسنی بمبئی میں اس کا اور مفصل[6] رد چھپا، پھر سنہ ۱۳۲۰ھ میں پٹنہ عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں اس کا اور قاہر رد[7] چھپا اور فتویٰ دینے والا جمادی الآخر سنہ ۱۳۲۳ھ میں مرا، اور مرتے دم تک ساکت[8] رہا نہ یہ کہا کہ وہ فتویٰ میرا نہیں[9] حالانکہ خود چھاپی ہوئی کتابوں سے فتویٰ کا انکار کر دینا سہل[10] تھا، نہ یہی بتایا کہ مطلب وہ نہیں جو علمائے اہلِ سنّت بتا رہے ہیں بلکہ میرا مطلب[11] یہ ہے، نہ کفرِ صریح کی نسبت کوئی سہل بات تھی جس پر[12] التفات نہ کیا

---

[1] یعنی براہین قاطعہ حفظ الایمان و تحذیر الناس کتب قادیانی وغیرہ ۱۲ [2] جیسے براہین قاطعہ حفظ الایمان ۱۲ [3] یعنی فتوائے گنگوہی صاحب ۱۲ کاتب عفی عنہ [4] تفصیل دیوبندی مذہب

مثلاً زید سے اس کا ایک مہری فتویٰ اس کی زندگی و تندرستی میں علانیہ نقل کیا جائے[13] اور وہ قطعاً یقیناً صریح کفر ہو[14] اور سالہا سال[15] اس کی اشاعت ہوتی رہے، لوگ اس کا رد چھاپا کریں[16]، زید کو اس کی بنا پر کافر بتایا کریں[17]، زید اس کے بعد پندرہ برس جیے[18] اور یہ سب کچھ دیکھے[19] سُنے[20] اور اس فتوے کی اپنی طرف نسبت سے انکار[21] اصلاً شائع نہ کرے بلکہ دم سادھے رہے[22] یہاں تک کہ دم نکل جائے، کیا کوئی عاقل گمان کرسکتا ہے؟ کہ اس نسبت[23] سے اُسے انکار تھا یا اُس کا مطلب[24] کچھ اور تھا اور ان میں کے جو زندہ ہیں[25] آج کے دم تک ساکت ہیں[26]، نہ اپنی چھاپی کتابوں سے مُنکر ہو[27] سکتے ہیں نہ اپنی دشناموں (گالیوں) کا اور مطلب گڑھ سکتے ہیں۔

سنہ ۱۳۲۰ھ میں ان کے تمام کفریات کا مجموعہ یکجائی رد شائع ہوا[29]۔ پھر ان دشناموں (گالیوں) کے متعلق کچھ عمائد مسلمین علمی سوالات اُن میں کے سرغنہ[30] کے پاس لے گئے، سوالوں پر جو حالت سراسیمگی[31] بے حد پیدا ہوئی، دیکھنے والوں سے اس کی کیفیت پوچھیے مگر اُس وقت بھی نہ ان تحریرات[32] سے انکار ہوسکا نہ کوئی مطلب گڑھنے پر قدرت[33] پائی بلکہ کہا تو یہ کہا کہ میں مباحثہ کے واسطے نہیں آیا[34]، نہ مباحثہ چاہتا ہوں[35]، میں اس فن میں جاہل ہوں[36] اور میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں[37] معقول بھی کردیجئے تو وہی کہے جاؤں گا[38]۔

وہ سوالات اور اس واقعہ کا مفصل ذکر بھی چھپی ۱۵- جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ کو چھاپ کر سرغنہ[39] و اتباع[40] سب کے ہاتھ میں دیدیا گیا، اسے بھی چوتھا سال ہے[41] صدائے برنخاست۔ اِن تمام حالات کے بعد وہ انکاری مکر ایسا ہی ہے کہ سرے سے یہی کہہ دیجئے کہ اللہ و رسول کو یہ دشنام دہندہ (گالیاں دینے والے) لوگ دنیا میں پیدا ہی نہ ہوئے، یہ سب بناوٹ ہے اس کا علاج کیا ہوسکتا ہے، اللہ تعالیٰ حیا دے۔

گستاخِ رسول فرقہ کا مکر قسم پنجم

جب ان حضرات کو کچھ بن نہیں پڑتی کسی طرف مفر جائے فرار نظر نہیں آتی اور یہ توفیق اللہ واحد قہار نہیں دیتا کہ توبہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں جو گستاخیاں بکیں جو گالیاں دیں ان سے باز آئیں جیسے گالیاں چھاپیں ان سے رجوع کا بھی اعلان دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا عملت سیئۃ فاحدث عندھا توبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ۔

---

۳۰ اشرفعلی تھانوی

"جب توبدی کرے تو فوراً توبہ کر، خفیہ کی خفیہ اور علانیہ کی علانیہ۔"

رواہ الامام احمد فی الزھد والطبرانی فی الکبیر والبیھقی فی الشعب عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن جید

اور بفحوائے کریمہ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَیَبْغُوْنَھَا عِوَجًا راہِ خدا سے روکنا ضرور ناچار عوام مسلمین کو بھڑکانے اور دن دہاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علمائے اہل سنت کے فتوائے تکفیر کا کیا اعتبار؟ یہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں، ان کی مشین میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں۔ اسمٰعیل دہلوی کو کافر کہہ دیا مولوی اسحٰق صاحب کو کہہ دیا، مولوی عبدالحی صاحب کو کہہ دیا پھر جن کی حیا اور بڑھی ہوئی ہے وہ اتنا اور ملاتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو کہہ دیا، شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا، حاجی امداد اللہ صاحب کو کہہ دیا، مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب کو کہہ دیا پھر جو پورے ہی حد حیا سے اونچے گزر گئے وہ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ عیاذاً باللہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو کہہ دیا، غرض جسے جس کا زیادہ معتقد پایا اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا کہ انھوں نے اسے کافر کہہ دیا یہاں تک کہ ان میں کے بعض بزرگواروں نے مولانا مولوی شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی مرحوم مغفور سے جاکر جڑدی کہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضرت سیدنا شیخ اکبر محی الدین بن عربی قدس سرہٗ کو کافر کہہ دیا مولانا کو اللہ تعالیٰ جنتِ عالیہ عطا فرمائے انھوں نے آیۂ کریمہ اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا پر عمل فرمایا خط لکھ کر دریافت کیا جس پر یہاں سے رسالہ انجاء البری عن وسواس المفتری لکھ کر ارسال ہوا اور مولانا نے مفتری کذاب پر لاحول شریف کا تحفہ بھیجا غرض ہمیشہ ایسے ہی افتراء اٹھایا کرتے ہیں اس کا جواب وہ ہے جو: [سلہ]

تمہارا ربّ عزّوجل فرماتا ہے

۱۶- اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ

"جھوٹے افترا وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔" پ۱۴ ع۲۰ سورۃ النحل

سلہ آج بھی یہی گستاخِ رسول علماء اہلِ سنت کے خلاف ہر جگہ غلط غلط افواہیں پھیلاتے ہیں کبھی کہتے ہیں فلاں اہل سنت کے عالم کو عرب میں قید ہوئی کوڑے لگے کبھی فلاں عالم ایک لاکھ روپے میں بک گیا۔ عید کی نماز وہ نہیں پڑھائیں گے۔ پولیس نے گرفتار کرلیا ہے اسٹیڈیم میں پانی بھرا ہوا ہے۔ نوٹ کا ہار وغیرہ وغیرہ اس طرح کی افواہیں پھیلا کر اپنی گستاخیوں پر پردہ ڈالتے ہیں تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ دیوبندی اہل سنت کے خلاف افواہ پھیلاتے ہیں۔ سنی دیوبندیوں کو خواہ مخواہ گستاخِ رسول بتلاتے ہیں، دیوبندیوں کی جہالت اور ہزاروں عیاریاں و مکاریاں ہیں انگلیاں کہاں تک رکھی۔ ناشر

اور فرماتا ہے:

۱۷۔ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ ٥

"ہم اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر۔" آلِ عمران آیت ۶۱

مسلمانو! اس مکرِ سخیف وکیدِ ضعیف کا فیصلہ کچھ دشوار نہیں، ان صاحبوں سے ثبوت مانگو کہ کہہ دیا' کہہ دیا فرماتے ہو، کچھ ثبوت دکھاتے ہو، کہاں[۱۸] کہہ دیا؟ کس کتاب[۱۹]، کس رسالے[۲۰]، کس فتوے[۲۱]، کس پرچے[۲۲] میں کہہ دیا؟ ہاں ہاں ثبوت رکھتے ہو تو کس دن کے لیے اٹھا رکھا ہے، دکھاؤ[۲۳] اور نہیں دکھا سکتے اور اللہ جانتا ہے کہ نہیں دکھا سکتے تو دیکھو قرآنِ عظیم تمھارے کذّاب ہونے کی گواہی دیتا ہے۔ مسلمانو!

تمھارا ربّ عزّوجل فرماتا ہے

۲۴۔ فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّہَدَآءِ فَاُولٰٓئِکَ عِنْدَ اللّٰہِ ہُمُ الْکٰذِبُوْنَ ٥

"جب ثبوت نہ لاسکیں تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں۔" پ ۱۸ ع ۸، سورہ النور

مُسلمانو! آزمائے کو کیا آزمانا، بارہا ہوچکا کہ ان حضرات نے بڑے زور و شور سے یہ دعوے کیے اور جب کسی مسلمان نے ثبوت مانگا، فوراً[۲۵] پیٹھ پھیر گئے اور پھر مُنہ نہ دکھا سکے مگر حیا اتنی ہے کہ وہ رٹ جو مُنھ کو لگ گئی ہے نہیں چھوڑتے اور چھوڑیں کیونکر کہ مرتا کیا نہ کرتا، اب خُدا اور رسول کو گالیاں دینے والوں کے کفر پر پردہ[۲۶] ڈالنے کا آخری حیلہ یہی رہ گیا ہے کہ کسی طرح عوام بھائیوں کے ذہن میں جم جائے کہ علمائے اہلسنّت یونہی بلاوجہ لوگوں کو کافر کہہ دیا کرتے ہیں۔ ایسا ہی ان دشناموں (گستاخوں) کو بھی کہہ دیا ہوگا۔

مُسلمانو! ان مفتریوں کے پاس ثبوت کہاں سے آیا کہ من گھڑت کا ثبوت ہی کیا۔ وَاَنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ کَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ٥ ان کا ادّعائے باطل تو اسی قدر سے باطل ہوگیا۔

تمھارا ربّ عزّوجل فرماتا ہے

قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ٥

"لاؤ اپنی برہان (دلیل) اگر سچے ہو۔" پ ۲۰ ع ۱، سورہ النمل

احتیاطیں اس سے زیادہ کی ہمیں حاجت نہ تھی مگر بفضلہٖ تعالیٰ ہم ان کی کذابی کا وہ روشن ثبوت

دیں کہ ہر مسلمان پر ان کا مفتری ہونا آفتاب سے زیادہ ظاہر ہوجائے ثبوت بھی بحمد اللہ تعالیٰ تحریری وہ بھی
چھپا ہوا، وہ بھی نہ آج کا بلکہ سالہا سال کا۔ جن جن کی تکفیر کا اتہام علمائے اہلسنّت پر رکھا اُن میں سب سے
زیادہ گنجائش اگر ان صاحبوں کو ملتی تو اسمٰعیل دہلوی ہیں کہ بیشک علمائے اہلِ سنّت نے اس کے کلام
میں بکثرت کلماتِ کفریہ ثابت کیے اور شائع فرمائے بایں ہمہ اوّلاً سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح،
دیکھئے کہ بار اوّل ۱۳۰۹ھ میں لکھنؤ مطبع انوارِ محمدی میں چھپا جس میں بدلائل قاہرہ دہلوی مذکور اور
[۲۷] اس کے اتباع پر پچھتر [۷۵] وجہ سے لزومِ کفر ثابت کر کے صفحہ ۹۰ پر حکم اخیر یہی لکھا کہ علمائے محتاطین انھیں کافر
نہ کہیں یہی صواب ہے وھو الجواب وبہ یفتی وعلیہ الفتوٰی وھو المذھب وعلیہ [۳۰]
الاعتماد وفیہ السلامۃ وفیہ السداد یعنی یہی جواب [۲۸] ہے اور اسی پر فتوٰی [۲۹] ہوا اور اسی پر فتوٰی ہے
اور یہی ہمارا مذہب [۳۱] اور اسی پر اعتماد [۳۲] اور اسی میں سلامت [۳۳] اور اسی میں استقامت [۳۴]۔

۲۔ **ثانیاً** الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ دیکھئے جو خاص اسمٰعیل دہلوی اور اس کے متبعین
ہی کے رد میں تصنیف ہوا اور بار اوّل شعبان ۱۳۱۶ھ میں عظیم آباد تحفہ حنفیہ میں چھپا۔ جس میں نصوصِ جلیلہ
قرآن مجید و احادیثِ صحیحہ و تصریحاتِ ائمہ سے بحوالہ صفحاتِ کتبِ معتمدہ اس پر ستر [۷۰] وجہ بلکہ زائد سے لزومِ
کفر ثابت کیا اور بالآخر یہی لکھا (ص ۶۲) ہمارے نزدیک مقامِ احتیاط میں اکفار (یعنی کافر کہنے سے)
کفِ لسان (یعنی زبان روکنا) ماخوذ و مختار و مناسب، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم)

۳۔ **ثالثاً** سل السیوف الہندیہ علیٰ کفریات بابا النجدیہ دیکھئے کہ صفر ۱۳۱۶ھ کو عظیم آباد میں چھپا،
اس میں بھی اسمٰعیل دہلوی اور اس کے متبعین پر بوجوہِ قاہرہ لزومِ کفر کا ثبوت دے کر صفحہ ۲۱، ۲۲ پر لکھا یہ حکم
فقہی متعلق بہ کلماتِ سفہی تھا مگر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں، بے حد برکتیں ہمارے علمائے کرام پر کہ یہ کچھ دیکھتے
[۳۶] اس طائفہ کے پیر سے بات بات پر سچے مسلمانوں کی نسبت حکمِ کفر و شرک سُنتے ہیں، بایں ہمہ نہ شدتِ غضب
دامنِ احتیاط ان کے ہاتھ سے چھڑاتی [۳۷] ہے نہ قوتِ انتقام حرکت [۳۸] میں آتی، وہ اب تک یہی تحقیق فرما رہے
ہیں کہ لزوم و التزام میں فرق ہے اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات [۴۱] ہم
احتیاط [۳۹] برتیں گے سکوت [۴۰] کریں گے جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکمِ کفر جاری کرتے ڈریں
گے، اھ مختصراً۔

۴۔ **رابعاً** ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار دیکھئے کہ بارِ اوّل ۱۳۱۷ھ کو عظیم آباد میں چھپا

اس میں صفحہ ۱ پر لکھا ہم اس باب میں قولِ متکلمین اختیار کرتے ہیں، ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اسے کافر[۴۲] نہیں کہتے۔

۵۔ خامساً اسمٰعیل دہلوی کو بھی جانے دیجئے یہی دشنامی (گالی دینے والے) لوگ جن کے کفر پر اب فتویٰ دیا ہے جب تک ان کی صریح دشنامیوں (گالیوں) پر اطلاع نہ تھی مسئلہ امکانِ کذب کے باعث ان پر اٹھتر وجہ سے لزومِ کفر ثابت کرکے سبحٰن السبوح میں بالآخر صفحہ ۸۰ طبع اول پر یہی لکھا کہ حاشا للہ حاشا للہ ہزار ہزار بار حاشا للہ میں ہرگز ان کی تکفیر[۴۳] پسند نہیں کرتا۔ ان مقتدیوں یعنی مدعیانِ[۱] جدید کو تو ابھی تک مسلمان[۴۴] ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت وضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ (اسمٰعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اہلِ لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر[۴۵] سے منع فرمایا ہے جب تک وجہِ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکمِ اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے (تب حکم کفر ہے) فان الاسلام یعلو ولا یعلیٰ علیہ۔

مسلمانو مسلمانو تمہیں اپنا دین وایمان اور روزِ قیامت وحضور بارگاہِ رحمٰن یاد دلا کر استفسار ہے کہ جس بندۂ خدا کی دربارۂ تکفیر یہ شدید احتیاط یہ جلیل تصریحات اس پر تکفیر تکفیر کا افترا، کتنی بے حیائی، کیسا ظلم، کتنی گھنونی ناپاک بات، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اور وہ جو کچھ فرماتے ہیں قطعاً حق فرماتے ہیں اذا لم تستحی فاصنع ماشئت "جب تجھے حیا نہ رہے تو جو چاہے کرے"

بیحیا باش وآنچہ خواہی کن

مسلمانو! یہ روشن ظاہر واضح قاہر عبارات تمہارے پیشِ نظر ہیں جنھیں چھپے ہوئے دس دس[۱۰] اور بعض کو سترہ[۱۷] اور تصنیف کو انیس[۱۹] سال ہوئے (اور ان دشنامیوں (گالی دینے والوں) کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی ۱۳۲۰ھ سے ہوئی ہے جب سے المعتمد المستند چھپی) ان عبارات کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ ورسول کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو یہ عبارتیں فقط ان مفتریوں کا افتراء ہی رد نہیں کرتیں بلکہ صراحۃً صاف صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں (گالی دینے والوں) کو کافر[۴۶] نہ کہا جب تک یقینی قطعی، واضح، روشن، جلی طور سے ان کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہو لیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکی کہ آخر یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو اُن کے اکابر

---

[۱] گنگوہی وانبیٹھی اور ان کے اذناب دیوبندی ۱۲۔

پر ستّر ستّر وجہ سے لزومِ کفر کا ثبوت دے کر یہی کہتا ہے کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اہلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہِ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکمِ اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔ یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو خود ان دشناموں (گالیوں) کی نسبت (جب تک ان کی دشناموں (گالیوں) پر اطلاعِ یقینی نہ ہوئی تھی) اٹھتّر[۴۶] وجہ سے بحکم فقہائے کرام لزومِ کفر کا ثبوت دے کر یہی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا۔ جب کیا ان سے کوئی ملاپ[۴۷] تھا؟ اب رنجش ہو گئی؟ جب ان سے جائداد کی کوئی شرکت نہ تھی، اب[۴۸] پیدا ہوئی؟ حاشا للہ مسلمانوں کا علاقہ محبت و عداوت صرف محبت و عداوت خدا و رسول ہے، جب تک ان دشنام دِہوں سے دشنام (گالی) صادر[۱] نہ ہوئی، یا اللہ و رسول کی جناب میں ان کی دشنام[۲] (گالی) نہ دیکھی سنی تھی اُس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا۔ غایتِ احتیاط سے کام لیا حتیٰ کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر کفر لازم تھا مگر[۴۹] احتیاطاً ان کا ساتھ نہ دیا[۵۰] اور متکلمینِ عظام کا مسلک اختیار کیا۔ جب صاف صریح انکارِ ضروریاتِ دین و دشنام دِہی (گالی دینا) رب العلمین و سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین آنکھ سے[۵۱] دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمہ دین کی تصریحیں سُن چکے کہ مَن شكّ فی عذابہ وکفرہ فقد کفر۔ "جو ایسے کے معذب و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔" اپنا اور اپنے دینی بھائیوں عوام اہلِ اسلام کا ایمان بچانا ضروری تھا لاجرم حکمِ کفر دیا اور شائع کیا وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ۔

تمہارا ربّ عزّ وجل فرماتا ہے

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۝

"کہہ دو کہ آیا حق اور مٹا باطل، باطل کو ضرور مٹنا ہی تھا۔" پ۱۵ ع۹، سورہ بنی اسرائیل۔

۱؎ جیسے تھانوی صاحب کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں ان کی سخت گالی ۱۳۱۹ھ میں چھپی اس سے پہلے اپنے آپ کو سنی ظاہر کرتے بلکہ ایک وقت وہ تھا کہ مجلسِ میلادِ مبارک، قیام میں شریک اہلِ اسلام ہوتے ۱۲

۲؎ جیسے گنگوہی صاحب وانبیٹھی صاحب کہ ان کے اتنے قول کی نسبت میرٹھ سے سوال آیا تھا کہ خدا جھوٹا ہو سکتا ہے اس کے بعد معلوم ہوا کہ شیطان کا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتاتے ہیں۔ پھر گنگوہی صاحب کا وہ فتویٰ کہ خدا جھوٹا ہے جو اسے جھوٹا کہے مسلمان سنی صالح ہے۔ جب چھپا ہوا نظر سے گزرا کمال احتیاط یہ کہ دوسروں کا چھپوایا ہوا تھا اس پر وہ تیقن نہ کیا جس کی بناء پر تکفیر ہو جب وہ اصلی فتویٰ گنگوہی صاحب کا مہری دستخطی خود آنکھ سے دیکھا اور بار بار چھپنے پر بھی گنگوہی صاحب نے سکوت کیا تو اس کے صدق پر اعتبار کافی ہوا۔ یونہی قادیانی دجال کی کتابیں جب تک آپ نہ دیکھیں اس کی تکفیر پر جزم نہ کیا جب تک صرف مہدی یا مثیلِ مسیح بننے کی خبر سنی تھی جس نے دریافت کیا اتنا ہی کہا کہ کوئی مجنون معلوم ہوتا ہے۔ پھر جب امرتسر سے ایک فتویٰ اس کی تکفیر کا آیا جس میں اس کی کفریہ عبارتیں بحوالہ صفحات منقول تھیں اس پر بھی اتنا لکھا کہ "اگر یہ اقوال مرزا کی تحریروں میں اسی طرح ہیں تو وہ یقیناً کافر"۔ دیکھو رسالہ السوء والعقاب علی المسیح الکذاب (۱۳۲۰ھ) صفحہ ۱۸، ہاں جب اس کی کتابیں بچشم خود دیکھیں اس کے کافر مرتد ہونے کا قطعی حکم دیا ۱۲ کاتب عفی عنہ

اور فرماتا ہے:

لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ پ ۳ع ۲، سورہ البقرہ۔

"دین میں کچھ جبر نہیں، حق راہ صاف جدا ہو گئی ہے گمراہی سے۔"

یہاں چار مرحلے تھے: (۱) جو کچھ ان دشنامیوں (گستاخوں) نے لکھا چھاپا وہ ضرور اللہ و رسول جلّ وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین و دشنام تھا (۲) اللہ و رسول جلّ وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر ہے (۳) جو انھیں کافر نہ کہے جو ان کا پاس لحاظ رکھے جو اُن کی اُستادی یا رشتے یا دوستی کا خیال کرے وہ بھی ان ہی میں سے ہے ان ہی کی طرح کافر ہے قیامت میں ان کے ساتھ ایک رسّی میں باندھا جائے گا (۴) جو عذر و مکر جہّال و ضلّال یہاں بیان کرتے ہیں سب باطل و ناروا و پادر ہوا ہیں یہ چاروں بحمد اللہ تعالیٰ بر وجہ اعلیٰ واضح و روشن ہو گئے جن کے ثبوت قرآنِ عظیم ہی کی آیاتِ کریمہ نے دیئے اب ایک پہلو پر جنّت و سعادتِ سرمدی، دوسری طرف شقاوت و جہنّم ابدی ہے جسے جو پسند آئے اختیار کرے مگر اتنا سمجھ لو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دامن چھوڑ کر زید و عمرو (گستاخِ رسول) کا ساتھ دینے والا کبھی فلاح نہ پائے گا، باقی ہدایت رب العزّت کے اختیار میں ہے۔ بات بحمد اللہ تعالیٰ ہر ذی علم مسلمان کے نزدیک اعلیٰ بدیہیات سے تھی مگر ہمارے عوام بھائیوں کو مہریں دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے مہریں علمائے کرام حرمین طیبین سے زائد کہاں کی ہوں گی جہاں سے دین کا آغاز ہوا اور بحکمِ احادیث صحیحہ کبھی وہاں شیطان کا دَور دورہ نہ ہوگا۔ لہٰذا اپنے عام بھائیوں کی زیادتِ اطمینان کو مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیانِ عظّام کے حضور فتویٰ پیش ہوا جس خوبی و خوش اسلوبی و جوشِ دینی سے ان عمائدِ اسلام نے تصدیقیں فرمائیں بحمد اللہ تعالےٰ کتاب مستطاب حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین میں گرامی بھائیوں کے پیشِ نظر اور ہر صفحہ کے مقابل سلیس اردو میں اس کا ترجمہ مبین احکام و تصدیقاتِ اعلام جلوہ گر، الٰہی! اسلامی بھائیوں کو قبولِ حق کی توفیق عطا فرما اور ضد و نفسانیت یا تیرے اور تیرے حبیب کے مقابل زید و عمرو (گستاخِ رسول) کی حمایت سے بچا صدقہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وجاہت کا، آمین آمین آمین

والحمد للّٰہ رب العٰلمین وافضل الصلوٰۃ واکمل السلام علیٰ سیدنا محمد و آلہٖ واصحابہٖ وحزبہٖ اجمعین آمین

اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی وصیت

پیارے بھائیو! تم مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو۔ بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں۔ ان سے بچو اور دور بھاگو۔ دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے غرض کتنے ہی فرقے ہوئے اور اب سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا۔ یہ سب بھیڑیئے ہیں، تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب العزت جل جلالہٗ کے نور ہیں۔ حضور سے صحابہ روشن ہوئے ان سے تابعین روشن ہوئے۔ تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے اور ان سے ائمۂ مجتہدین روشن ہوئے ان سے ہم روشن ہوئے۔ اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ ہم سے لو۔ ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو۔ وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت، ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت۔ جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ، جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو، پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کے لئے کسی بندے کو کھڑا کر دے گا مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہو اور تمہیں کیا بتائے، اس لئے ان باتوں کو خوب سن لو، حجۃ اللہ قائم ہو چکی۔ اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس بتانے نہ آؤں گا۔ جس نے اسے سنا اور مانا قیامت کے دن اس کے لئے نور و نجات ہے اور جس نے نہ مانا اس کے لئے ظلمت و ہلاکت۔ یہ تو خدا و رسول کی وصیت ہے۔ جو یہاں موجود ہیں سنیں اور مانیں۔ اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ غائبین کو اس سے آگاہ کریں۔

RAZA OFFSET MUMBAI-3 TEL.: 23456313